مرکز احیاء الفکر الاسلامی کا دینی، دعوتی، علمی، ادبی، تحقیقی، فکری اور اصلاحی ترجمان

ماھنامہ

نقوش اسلام

VOL.No.3	اپریل ۲۰۰۸ء (April,2008) ربیع الاول / ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ	Issue.No. 2

زیر سرپرستی

مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
ولی مرتاض حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسار پوری
عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم رائے پوری

مجلس مشاورت

مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی
مولانا محمد عامر صدیقی ندوی
مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی
مولانا محمد صالح جی
مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی
مولانا حافظ محمد ایوب کاڑوا
الحاج موسیٰ بھائی درسوت
مولانا محمد اختر قاسمی

مجلس ادارت

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی
مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری
مولانا حمید اللہ قاسمی کبیر نگری

چیف ایڈیٹر
محمد مسعود عزیزی ندوی

مدیر انتظامی
حافظ عبدالستار عزیزی

مدیر معاون
ڈاکٹر مرغوب عالم عزیزی

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

NUQOOSH-E-ISLAM
MUZAFFARABAD.SAHARANPUR.**247129**
(U.P)INDIA.Ph.0132.2775452.Cell.09719831058

ماہنامہ ''نقوش اسلام''، مظفر آباد، سہارنپور 247129 (یوپی) انڈیا

شرح خریداری

ہندوستان کے لیے
فی شمارہ .... ۱۰ / روپے
سالانہ .... ۱۰۰ / روپے
خصوصی .... ۳۰۰۰ / روپے
ایشیائی، یورپی افریقی و امریکی ممالک کے لیے ۲۰ ڈالر

PRINTER, PUBLISHER AND OWNER MOHD.MASOOD AZIZI NADVI
PRINTED BY UNION PRINTING PRESS DEOBAND SAHARANPUR PUBLISHED AT
VILL& P.O.MUZAFFARABAD DISTT.SAHARANPUR (U.P) EDITOR:MOHD.MASOOD AZIZI NADVI

npage24\A017 not found. Border\BISMIL01\001. not found. npage24\A017 not found.

اس شمارے میں

عناوین	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ		۳
میڈیا کی دورخی پالیسی............	محمد مسعود عزیزی ندوی	
دوائے دل		۵
ملفوظات مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	مولانا سید رشید احمد حسنی ندوی	
جائزہ		۹
مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی......	مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی	
تجزیہ		۱۴
مسلم پرسنل لاء کی تاریخ............	مولانا محمد ولی رحمانی، مونگیر	
تاریخ کے دامن سے		۱۸
انیّس نامور مسلمان سائنسداں	محمد زکریا ورک (کنگسٹن کینیڈا)	
سیرت وسوانح		۲۵
کاتب مفکر اسلام مولانا نثار الحق ندویؒ	حافظ عبدالستار عزیزی	
توحید واتحاد		۲۷
علماء اسلام ان کی ذمہ داریاں............	مولانا محمد سلمان ندوی	
حقائق		۳۰
نفاق قرآن وحدیث کی روشنی میں	مولانا مفتی رحمت اللہ نیپالی	
نور ایمان		۳۵
دولت ایمان اور نیک کام	سید اطہر اورنگ آباد، مہاراشٹر	
اعجاز قرآنی		۳۷
قرآن اور اس کا اعجاز	مولانا محمد ساجد حسین پلاموی	
رپورٹ		۳۹
چیف ایڈیٹر کی دوثقافتی............	مولانا حمید اللہ قاسمی کبیر نگری	
دستور حیات		۴۱
اسلامی زندگی کے شب وروز	مولانا محمد عمر صاحب مجاہد پوری	
تحفۂ منظوم		۴۵
رخصتی نامہ	ادارہ	
تبصرے		۴۶
نئی کتابوں پر تبصرہ	مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی	
مراسلات	آپ کے خطوط	۴۷
حالات حاضرہ		۴۸
عالمی خبریں	حافظ عبدالستار عزیزی	

ماہنامہ ’’نقوش اسلام‘‘ کے لئے شرح اشتہار

ٹائٹل صفحہ آخر رنگین (فل سائز)............	۳۰۰۰
// // اول اندرونی // //	۲۵۰۰
// // آخر اندرونی // //	۲۰۰۰
صفحہ اندرونی (فل سائز)	۱۰۰۰
آدھا صفحہ اندرونی	۶۰۰
¼ صفحہ //	۴۰۰

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ اسی رسالہ کے ساتھ آپ کی سالانہ مدت خریداری پوری ہورہی ہے، لہٰذا آئندہ کے لیے جلد ہی زرتعاون مبلغ ۱۰۰؍روپے ارسال فرمائیں، تاکہ رسالہ کو جاری رکھا جاسکے۔ (ادارہ)

E.mail:masood_azizinadwi@yahoo.co.in -------- nuqoosheislam@yahoo.com

پرنٹر پبلیشر محمد مسعود عزیزی ندوی نے یونین آفسٹ پریس دیوبند میں طبع کراکے دفتر ماہنامہ نقوش اسلام مظفرآباد سے شائع کیا

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائیننگ: عزیزی کمپیوٹر سینٹر، مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، سہارنپور (یوپی)

اداریہ

میڈیا کی دورخی پالیسی اور یورپ وامریکہ کی اسلام دشمنی

محمد مسعود عزیزی ندوی

آج کل جب ہم اردو اخبارات کو دیکھتے ہیں تو سماج کی اصلاح کی چیزیں کم ہوتی ہیں، شکوے شکایات زیادہ ہوتے ہیں اورخرافات کی بھرمار ہوتی ہے، معصوم بچیوں کے ساتھ زنا بالجبر، ڈاکہ زنی، طلاق اور جہیز کے سلسلہ میں بیوی کو جلانے کے واقعات اور مسلمانوں کے خاندانی، اجتماعی اور انفرادی چھوٹے چھوٹے واقعات کو رسی کا سانپ بنا کر پیش کیا جاتا ہے، ایک سنجیدہ قسم کا آدمی تھوڑی دیر کے لیے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے، جو زیادہ حساس ہوتا ہے، وہ اپنے اوپر بمشکل ہی قابو پاتا ہے، غرضیکہ عام اردو اخبارات معاشرے کی اصلاح کے بجائے معاشرے میں خرافات، خوف وہراس، مایوسی اور ناامیدی اور مسلمانوں کے تئیں غلط تأثرات زیادہ پیدا کرتے ہیں، اس سے نئی نسل کو خراب پیغام ملتا ہے۔

اور جب ہم دوسری زبان خاص طور سے ہندی وانگلش کے اخبارات کو دیکھتے ہیں تو ان میں ہندو معاشرے اور دیگر مذاہب کے تئیں غیر سنجیدہ باتیں کم ہوتی ہیں اور زنا، ڈاکہ زنی، لوٹ مار کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اور چونکہ زیادہ تر ان اخبارات کو دنیوی اعتبار سے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ پڑھتا ہے، اس لیے ان میں اس طرح کی خرافات کم ہوتی ہیں، اگرچہ اسلام اور مسلمانوں کے تئیں وہ برابر زہرافشانی کرتے رہتے ہیں اور جس واقعہ یا بات سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں ان کی اشاعت وہ اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں، اور جن چیزوں یا واقعات سے اسلام کی حقانیت واضح ہوتی ہو، ان کو غیر اہم سمجھ کر چھپالیا جاتا ہے، اور ساری خبر رساں ایجنسیاں چپ سادھ لیتی ہیں، یہ میڈیا اور صحافت کی دورخی اور دوہری پالیسی ہے، جب کہ صحافت کو غیر جانبدار ہونا چاہئے۔

دوسری طرف یورپ اسلام دشمنی پر اپنی پوری طاقت صرف کررہا ہے اور وہ کوئی لمحہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا بلکہ اس کی زندگی کا ہر شعبہ ہر وقت اسلام اور اسلامی مقدسات کی شبیہ خراب کرنے میں لگا ہوا ہے، ڈنمارک جیسے بدبخت ملک میں یورپ کی پشت پناہی کی بنا پر ہی دنیا کے لیے رحمت بن کر آنے والے نبی آخرالزماں کے سلسلہ میں غلط خاکے شائع کئے گئے ہیں اور اسکو آزادی صحافت اور آزادی رائے کا خوبصورت عنوان دیا گیا ہے، تسلیمہ نسرین، سلمان رشدی یہ سب اسلام کے دشمن، یورپ وامریکہ کے ایجنٹ ہیں، جو مسلمانوں اور کائنات کے آخری نبی کے لیے اللہ کی دھرتی پر بدنما داغ ہیں، فلسطین کے مسلمانوں

پر یورپ وامریکہ کی سر پرستی میں کیا کیا مظالم کے پہاڑ نہیں ڈھائے جارہے ہیں اور مسلمانوں کو دنیا کے کس خطے میں ظلم وبربریت کا شکار نہیں کیا جارہا ہے اوران کی عزت وناموس کا کھلواڑ نہیں کیا جارہا ہے، اس کے ساتھ مزیدان کو دہشت گرد گردانا جارہا ہے، ساری دنیا کے مسلمان ان ظالمانہ سرگرمیوں اور کارروائیوں کے خلاف احتجاج کرتے، چیختے اور چلاتے ہیں، مگر کسی بھی امن کے ٹھیکیدار کے کان پر جوں نہیں رینگتی اور ساری دنیا میں امن وآشتی کے نام نہاد اور انسانیت کے علمبردار تماشائی بنے بیٹھے دیکھتے رہتے ہیں۔

ادھر امریکہ میں انتہا اور شر پسند عناصر اسلام اور مسلمانوں کی توہین کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور وقتاً فوقتاً ایسی شرمناک حرکتیں کرتے رہتے ہیں جن سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہو اور انہیں مشتعل کیا جاسکے، حال ہی میں امریکہ کے شہر نیویارک کے مشہور کاروباری علاقہ مڈٹاؤن مین ہیٹن میں ایک عمارت تعمیر کی گئی ہے جو دیکھنے میں مسلمانوں کے مقدس مقام خانہ کعبہ سے ملتی جلتی ہے، اس عمارت کو Apple Mecca ''اپیل مکہ'' کا نام دیا گیا ہے، یہ عمارت دراصل ایک شراب خانہ ہے، جہاں ۲۴ رگھنٹے شراب اور دیگر مشروبات فروخت ہوں گے، امریکہ کے مقامی مسلمانوں اور مسلمانوں کی ویب سائٹس نے اس عمارت کے ڈیزائن اور اس میں شراب خانہ کھولنے پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ اسلام کی کھلی توہین ہے، امریکی حکومت اس عمارت کا ڈیزائن اور نام فوراً تبدیل کرائے، امریکی مسلمانوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس عمارت کی تعمیر پر احتجاج کریں، واضح رہے کہ مسلم حکمرانوں کی کمزوری کے باعث مغربی ممالک میں اسلام کی توہین کا سلسلہ روز بروز بڑھتا چلا جارہا ہے اور مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود مغربی ممالک اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔ (ایکسپریس نیوز کراچی)

مسلمانو! بیدار ہوجاؤ، تمہاری غیرت وحمیت کو کیا ہوا، کب تک خواب غفلت میں پڑے رہوگے، کل روز محشر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منھ دکھاؤ گے اور دنیا میں کب تک رسوا ہوتے رہوگے، ذرا سوچو اور سمجھو، تمہارے نام سے تو دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں کانپتی تھیں، آج تمہیں کیا ہوا ہے، کل وہ تمہارے ہی تو آباء تھے، آج تم ان کے کیسے ناخلف ہوگئے کہ دنیا تمہارا تماشہ دیکھ رہی ہے اور تم شتر مرغ کی طرح اپنی خانقاہوں، مدرسوں اور مسجدوں میں سر چھپائے بیٹھے ہو، اور یہ خیال کررہے ہو کہ تم تو محفوظ ہو، تمہارے تک کون پہنچ سکتا ہے ''ہنوز دلی دوراست'' والے خیال کو دل سے نکالو، کل اندلس کے مسلمان تم سے کہیں زیادہ محفوظ تھے، ان کی خانقاہیں، ان کے مدرسے اور ان کی مسجدیں تم سے زیادہ مضبوط اور محفوظ اسلامی قلعے تھے مگر وہاں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی شان وشوکت خاک میں مل گئی، جب مسلمان تعیش اور آپسی چپقلش اور عدم اتحاد کے ماحول میں ہوتے ہیں تو اللہ کی ایسی پکڑ آتی ہے کہ کوئی ولی بھی نہیں بچ سکتا، میری کڑوی مگر سچی بات کو سنو، ایک ہوجاؤ، ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجاؤ، دشمن تمہاری گھات میں ہے کہ کس وقت وہ تم کو لقمہ اجل بنالے اور تمہاری داستان بھی نہ رہے داستانوں میں۔

دوائے دل

ملفوظات حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

مولانا سید رشید احمد حسنی ندوی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

دعوت وتربیت ایک عظیم الشان فریضہ:

حضرت والا نے ارشاد فرمایا میرے دینی بھائیو! یہ دنیا اللہ نے بنائی ہے اور خود وہ اس کا نظام چلا رہا ہے، لوگوں کو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے چیزوں کو اسباب کے طور پر استعمال کرنے کا اس نے حکم بھی دیا، اچھے کام کرنے کے بھی اسباب ہوتے ہیں، غلط کام کرنے کے بھی اسباب ہوتے ہیں، جو لوگ اسباب کے ذریعہ کام کرتے ہیں، دنیوی وسائل اختیار کرتے ہیں؛ لیکن بھروسہ خداوند قدوس پر رکھتے ہیں تو اللہ پاک ان کے کاموں میں برکت عطا کرتا ہے اور ایسی جگہ سے انہیں رزق عطا کرتا ہے کہ انہیں وہم وگمان بھی نہیں ہوتا، میرے محترم بھائیوں دعوت اور تربیت کا کام بھی نہایت اہم کام ہے دونوں چیزیں انسانوں کی اصلاح کے لیے بنیادی ہیں اور ہر نبی کے ساتھ اللہ تعالی نے دعوت اور تربیت کو جوڑا اور انہوں نے اس فریضہ کو کما حقہ ادا کیا اور یہی کام معلم کا ہے، معلم کے معنی حقیقت سے واقف ہونے کے ہیں یعنی معلم وہ ہے جو حقیقت سے واقف ہو اور دوسروں کو واقف کرائے، دنیا کی کامیابی کا معاملہ ہو یا آخرت کی کامیابی کی بات ہو، معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو اس حقیقت سے واقف کرائے اور وہ بتائے کہ آخرت کی کامیابی کو ترجیح دیتے ہوئے دنیا کی کامیابی حاصل کی جائے تو یہ بہتر ہے، نیز اس بات سے معلم اپنے شاگردوں کو روشناس کرائے کہ دنیا کی کامیابی یاد الٰہی اور عبادت کے ساتھ بھی ممکن ہوسکتی ہے، ارشاد فرمایا کہ میرے بھائیوں ایک اچھے معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو ایسی ایسی قیمتی باتیں بتائے اور سکھائے جس سے وہ آخرت میں کامیاب ہوسکیں، چونکہ بچہ کے مزاج میں اللہ پاک نے سیکھنے اور اخذ کرنے بلکہ جذب کرنے کی مکمل صلاحیت رکھی ہے، اس کی مثال جاذب کی طرح ہے کہ اگر اس کو اچھی صحت ملے، اچھا معلم ملے، اچھے احباب ملیں، اچھا معاشرہ ملے اور اچھا ماحول ملے تب بچہ اچھا بنے گا، استاذ اگر اچھا ہے تو اس کا اچھا اثر پڑے گا اور بچہ کی شخصیت میں نمایاں فرق ہوگا انشاء اللہ۔

میرے عزیز بھائیو! دراصل تعلیم کا مطلب ہی ہے بچہ کو اچھی اور قیمتی باتیں بتانا، سکھانا، سمجھانا اور اچھا بنانا اور علم کا مطلب ہے حقیقت سے واقف ہونا، جاننا اور مان لینا اور جب بچہ حقیقت سے واقف ہوگا تو خطرہ سے محفوظ رہے گا اور صحیح زندگی گزارے گا، ایک نیک اور صالح استاذ کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو حقیقت سے واقف کرائے، حقائق کو دلوں میں اتار دے، حماقت سے نکال کر سمجھ دار بنادے اور تاریکی سے نکال کر روشنی اور نیکی کے راستے پر ڈال دے جیسے ہمیں یقین ہے کہ آگ جلاسکتی ہے اور جلا دیتی ہے اگر چہ اس نے ابھی جلایا نہیں ہے؛ لیکن آگ کے بارے میں علم اور واقفیت ہے کہ وہ جلاسکتی ہے اور جلا ڈالتی ہے، اسی طرح ہمیں یقین اور فکر ہو کہ آخرت میں جہنم کی آگ جلا ڈالے گی، لہٰذا اس کی حقیقت سے واقف کرانا ایک معلم کا فرض ہے، بیماری کی تلافی ہے لیکن موت کی کوئی تلافی نہیں، دنیا کی ناکامی کی تلافی تو ممکن ہے، لیکن آخرت کی ناکامی کی کوئی تلافی نہیں، اس لیے آخرت کی ناکامی کی کوئی تلافی نہیں اس لیے آخرت کے بارے میں ہر وقت فکر مند رہنا اور دوسروں کو فکر دلاتے رہنا چاہئے

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو اور آپ کو علم کا کام دیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے، معلم جو کچھ اپنے شاگردوں کو دیتا ہے دراصل اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈالتا ہے اور وہ سکھاتا ہے تو اس میں عملاً اللہ کا کمال ہوتا ہے، معلم کا کمال نہیں ہوتا، وہی معلم کے دل میں القا کرتا ہے، انبیاء اور واعظین کا کام بھی دعوت وتعلیم وتربیت تھا اور انہوں نے اس فریضہ کا کماحقہ حق ادا کیا، حضرت والا نے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، میرے بھائیوں اگر ہماری نیت یہ ہے کہ ہم اللہ کے واسطے پڑھا رہے ہیں اور ہمارے عزیز طلباء اور شاگرد اللہ کے راستہ پر پڑ جائیں، غلط راستہ سے بچ جائیں تو یہ بہت بڑا کام ہے اور یہ بڑی شرافت اور سعادت مندی کا کام ہے، اس لیے یہ کام یکسوئی کے ساتھ اجر آخرت اور رضاء الٰہی کے لیے کریں، اس میں جتنی بھی مشقت اٹھائیں سب اللہ کے واسطے سمجھیں، مقصود الٰہی راحت وآرام نہ ہو بلکہ مقصود رضاء الٰہی ہو اور درحقیقت درس وتدریس اور دعوت وتعلیم کا کام نہایت عظیم الشان اور اعلیٰ ترین کام ہے، لہٰذا اسکو اعلیٰ طریقہ سے کرنا چاہئے، اگر اس کو اعلیٰ طریقہ سے کیا جائے گا تو اس کا اچھا نتیجہ نکلے گا، اور اس راستہ میں اگر کچھ تکلیف پہنچے اور وقتی آزمائش پیش آئے تو اس کا زیادہ خیال نہ کرنا چاہئے، حضرت والا نے ارشاد فرمایا میرے عزیز بھائیو! تعلیم کی طرف اسلام میں جو توجہ دلائی گئی ہے وہ کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی، قرآن مجید میں فرمایا گیا "ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون" کیا وہ لوگ برابر ہوسکتے ہیں جو جانتے ہیں ان لوگوں کے جو نہیں جانتے، ایک دوسری آیت میں علم والوں کو اللہ تعالیٰ کا زیادہ ڈر رکھنے والا بتایا گیا فرمایا "انمایخشی اللہ من عبادہ العلماء" کہ اہل علم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں اور یہ بات بالکل سمجھ میں آنے والی ہے کہ کسی بھی چیز کا علم اس کی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے اور آدمی کو کسی شے کی حقیقت معلوم ہوجائے تو اس کو ماننے اور اس پر عمل کرنے میں اس کو کوئی تردد نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ نے مکمل اور آخری دین اسلام کو بنایا ہے، وہ ایسی حقیقتوں پر مبنی ہے جو زندگی کو سنوارنے اور درست کرنے والی ہیں اور اس زندگی کے بعد آنے والی زندگی میں کامیابی دلانے والی ہیں، ظاہر ہے کہ آدمی کو جب ان حقیقتوں کا علم ہو جائے گا تو اس کی عقل وقلب ان کو ماننے اور ان کے لیے ان کے مطابق عمل کرنے سے کیوں کوتاہی کرے گا، میرے بھائیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حاصل کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ولازمی ہے، اور آپ نے صرف تلقین ہی نہیں بلکہ اپنے صحابہ کو اس پر عامل بنایا، ایک صاحب کو عبرانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تاکہ توریت کو براہ راست پڑھ کر بتاسکیں کہ اللہ کے حکم کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وقتاً فوقتاً نازل ہوتا تھا اس کو قلم بند کرنے کے لیے آپ نے باقاعدہ آدمی مقرر کئے، آپ ان سے لکھواتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی دعوت کے لیے خطوط تحریر کرائے اور اپنے صحابہ کو پڑھنا، لکھنا سکھانے کے لیے انتظام فرمایا، تعلیم دراصل ذہن انسانی کو معلومات دینے اور ان سے علمی زندگی میں فائدہ اٹھانے کے سلسلے میں رہنمائی کرنے اور عمل پیرا بنانے کا کام ہے یہ فرد کی بھی ضرورت ہے اور جماعت کی بھی، وطن کی بھی ضرورت ہے اور انسانی زندگی کو خوشحال اور کامیاب بنانے کا ذریعہ بھی۔

پیام اخوت ومساوات:

حضرت والا نے ارشاد فرمایا میرے بھائیو! اللہ رب العزت نے اپنے محبوب پیغمبر جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جس دین کی تکمیل فرمائی ہے وہ ایک جامع اور ہمہ گیر نظام حیات ہے یہی وہ دین محکم ہے جس کے آخری دین ہونے کی گواہی قرآن کریم میں دی گئی ہے "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" اگر دین اسلام کی ابدیت وسرمدیت عطا کرنے والے عناصر اور اس کے اجزائے ترکیبی کا جائزہ لیا جائے یا اس کی آفاقیت وہمہ گیریت کے اسباب کی جستجو کی جائے تو بجا طور پر یہی نتیجہ برآمد ہوگا کہ اسلام عدل وانصاف پسند دین اور جامع

نظام حیات ہے جس میں انسانی مزاج و مذاق کی پوری رعایت رکھی گئی ہے، وہ قوموں کے درمیان رنگ و نسل اور ملک و وطن کی بنیاد پر تقسیم کے قائل نہیں، وہ مساوات، ہمدردی عدل گستری واخوت و بھائی چارگی اور باہمی الفت و محبت کا داعی ہے وہ نوع انسانی کو جغرافیائی حد بندیوں اور نسلی و قومی تفاوت کی تعلیم نہیں دیتا ہے، حضرت والا نے فرمایا کہ میرے محترم بزرگو! محسن انسانیت جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انسانوں ہی کے ساتھ نہیں بلکہ ہر جاندار کے ساتھ ہمدردی اور حسن سلوک کی تلقین فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا کہ "فی کل کبد مری لکم اجر" ہر گرم کلیجہ رکھنے والی شئی کا خیال رکھنے پر تم کو اجر ملے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کے ساتھ بھی ناروا سلوک کرنے کی اجازت نہیں دی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ضرورت کے لیے وہاں سے تھوڑی دیر کے لیے تشریف لے گئے، اسی درمیان ہم نے ایک چھوٹی چڑیا دیکھی اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے ہم نے دونوں بچے پکڑ لیے وہ یہ دیکھ کر اپنے پروں کو پھڑ پھڑانے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کس نے اس کے بچے چھین کر اس کو تکلیف پہنچائی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ اس کے بچے واپس کر دو، یہاں ہم نے چیونٹیوں کی ایک آبادی دیکھی اور اس کو جلا دیا، آپ نے فرمایا اس کو کس نے جلا دیا ہے؟ عرض کیا ہم لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آگ سے عذاب دینے کا حق صرف آگ کے رب کو ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے تو زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ دیکھو اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہنا، اور اپنے غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ایسے نازک وقت میں اپنی امت کو اس طرف توجہ صرف اسی لئے دلائی تھی کہ یہ ایک مہتم بالشان فریضہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت اہم ذمہ داری تھی، تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ اس کی اہمیت کو سمجھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کو جو پیغام خداوندی سنایا اس میں سب سے اول بات یہ تھی کہ انسان کا سر سوائے اپنے مالک حقیقی کے جو خدائے واحد ہے کسی دوسرے کے سامنے نہیں جھک سکتا اور وہ سوائے خدائے واحد کے کسی کو حقیقی نافع یا نقصان رساں نہیں سمجھ سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح انسان کو انسان کی بلکہ جانوروں، درختوں، ستاروں، دریاؤں اور پہاڑوں کی بندگی اور عبادت سے نکال کر تنہا خدائے واحد کی عبادت تک محدود کر دیا، اسی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی فضیلت تمام زمینی مخلوقات پر بتائی اور ان مخلوقات کو انسان کا خادم بتایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو انسان سے محبت کرنا سکھایا، اپنے ہم مذہب لوگوں کے ساتھ اپنا ئیت اور برادرانہ محبت کرنا سکھائی، اپنے اہل خاندان کے ساتھ سلوک وتعاون کی تلقین کی، پڑوسیوں کے ساتھ سلوک کرنے کی ایسی تاکید فرمائی کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو شبہ ہونے لگا کہ ان کو اپنے عزیزوں اور قرابت داروں کا مرتبہ نہ دے دیں اور وراثت میں شریک قرار نہ دے دیں، اپنوں کے علاوہ غیروں کی بھی راحت کا خیال رکھنے کی ہدایت فرمائی اور تلقین فرمائی کہ راستہ میں کوئی چیز ایسی پڑی دیکھو جس سے کسی چلنے والے کو تکلیف پہنچ سکتی ہو تو اس کو ہٹا دو اس کام کا تم کو اجر ملے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اہلیہ کی طرف سے جو غلام حاصل ہوئے تھے ان کو آزاد فرما کر ان کے ساتھ عزیز بلکہ بیٹے جیسا معاملہ رکھا حتی کہ عربوں کے معزز ترین قبیلہ قریش سے تعلق رکھنے والی اپنی ایک قریب ترین عزیزہ سے ان کی شادی کر دی، اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دکھا دیا کہ آقا و غلام کو کس انتہائی حد تک یکساں کیا جا سکتا ہے۔

زندگی کے بگاڑ کا اصل علاج خوف خدا:

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اگر پروردگار عالم کا ڈر نہ ہو اور آخرت میں جزاء و سزا کا تصور نہ ہو تو انسان اپنے نفس کا بندہ اور زندگی کے ہر معاملہ کو صرف اپنے دنیاوی مفادات

کے پس منظر میں دیکھنے والا بن جاتا ہے، اور یہ بات بعض وقت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اس کے خاطر دوسروں کے ساتھ حق تلفی بلکہ ظلم وچیرہ دستی کرنے سے بھی باز نہیں آتا، یہ بات قوموں کی زندگی میں پائی جاتی ہے اور افراد کی زندگی میں بھی نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے، تاریخ انسانی میں خوف خدا اور خوف آخرت سے عاری معاشروں میں اس سلسلہ کے بڑے افسوسناک واقعات، ظالمانہ رویئے برابر واقع ہوتے رہتے ہیں، قرآن مجید میں ایسے معاشرہ کا جہاں جہاں تذکرہ آیا ہے وہاں ان کے ظالمانہ طور وطریق کو واضح کیا گیا ہے اور ان کے بگاڑ کے تذکرے کے ساتھ اس کی بنیادی وجہ خدائے واحد کی تابعداری سے ان کی برگشتگی ظاہر کی گئی ہے، جیسے فراعنۂ مصر نے اپنے انتقال کرنے والے بادشاہوں کے پہاڑ جیسے مقبرے بنانے کے لیے اپنے عوام سے کسی قدر ظالمانہ طریقہ سے بیگار لیا اور اس کے بناء پر ظلم وزیادتی کے ذریعہ اپنی عظمت کے نشانات قائم کرنے کی مثالیں پیش کیں، پھر اپنے دنیوی فائدوں کے لیے اپنی ماتحت اقلیتی قوم بنی اسرائیل کی شریف زادیوں کو اپنی کنیزیں بنایا تاکہ ان سے بے محابہ خدمت لیں اور فائدہ اٹھائیں اور ان کے بچوں کو عمومی طور پر تہہ تیغ کرنے کا طریقہ اختیار کیا کہ وہ بڑے ہوکر مقابلہ پر نہ آسکیں، قرآن مجید اس کا ذکر اس طرح کرتا ہے "یذبح ابناء هم ویستحی نسائهم" ان کے لڑکوں کو ذبح کرتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا، دوسری طرف قوم عاد وثمود اور عمالقہ اپنی طاقت اور زور زبردستی کا مظاہرہ کرتے پھرتے تھے جس کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے " أتبنون بكل ريع آية تعبثون وتتخذون مصانع لعلكم تخلدون وإذا بطشتم بطشتم جبارين" ہر جگہ پر تم کوئی شاندار یادگار تعمیر کرتے ہو اور جب کسی پر تم طاقت کا استعمال کرتے ہو، قرآن مجید نے ان قوموں کا ذکر غالبًا اس لیے کیا کہ یہ آئندہ آنے والے لوگ سمجھیں کہ آئندہ بھی خدائے واحد سے برگشتہ اور آخرت فراموش قوموں کا بھی یہی وطیرہ بن سکتا ہے، لہٰذا لوگ اس کو سمجھیں اور اپنے کو باطل پسندی اور نفس پرستی سے ہٹا کر خدائے واحد کے مقرر کئے ہوئے راہ مستقیم پر گامزن کریں ورنہ وہ عذاب الٰہی کا شکار ہوں گے، قرآن مجید میں صاف صاف بتایا گیا ہے، کہ جب انسانی معاشرے میں خرابیاں بہت عام اور بھیانک حد تک پہنچ جاتی ہیں تو پورا معاشرہ غضب الٰہی کا شکار ہوتا ہے اور بعض وقت اس کا اثر پورے معاشرے کی مکمل تباہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ انسان عموماً اپنی طاقت و دولت کے نشے میں ان حقائق سے چشم پوشی کرلیتا ہے، جس کا خراب انجام اس کو بعد میں جھیلنا پڑتا ہے، میرے بھائیوں اس نصیحت کو سمجھو! کہ اولاً رہبران اخلاق ومذہب کی ذمہ داری ہے کہ اللہ پاک کا خوف دلائیں اور آخرت کی پکڑ سے ڈرائیں اور حالات کو بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائیں ہر قائدین ملک کی ذمہ داری ہے کہ بگڑے ہوئے حالات کو درست کرنے کی کوشش کریں اور ایسی زندگی کے قدروں کی پاسداری ہو اور اپنے رب واحد کے احکام کی تابعداری ہو تاکہ ملک وملت چین وراحت، امن وخوشحالی زیادہ سے زیادہ متمتع ہو اور صحیح انسانی معاشرہ قائم ہوسکے "اللهم وفقنا لما تحب وترضى واجعلنا من التوبين المتطهرين"۔

انصاف کی قدروقیمت

حکومت کرنے والوں، سیاست دانوں، دانشوروں، عالموں، شاعروں، فلسفیوں، مفکروں اور ادیبوں کو ترازو ہی کی طرح منصف ہونا چاہئے، امریکہ میں اگر انصاف ہوتا تو اسرائیل کا خنجر عربوں کے سینہ میں نہ گھونپا جاتا، برطانیہ میں انصاف ہوتا تو سو برس ہمیں غلام نہ رہنا پڑتا، ہماری جائیدادیں تباہ، ہماری صنعت وحرفت مفلوج نہ ہوتی، ہمارے سر پر آرے نہ چلائے جاتے، نوآبادیاتی نظام دنیا میں قائم نہ ہوتا اور اگر آج ہمارے ملک میں انصاف ہوتا تو فسادات نہ ہوتے، شکایتیں نہ ہوتیں، مقدمات عدالتوں میں نہ جاتے، اسٹرائک اور مظاہرے نہ ہوتے، جب انصاف تھا تو شیر اور بکری ایک گھات پر پانی پیتے تھے۔ (مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

جائزہ

قسط اول

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے تجدیدی کارنامے

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی

اللہ تعالی نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کو جن گونا گوں کمالات، خصوصیات وامتیازات سے نوازا تھا، ان میں ایک اہم بات یہ ہے کہ ان کو اپنی زندگی میں ہی اپنی اصلاحی وتجدیدی علمی وفکری خدمات کی روشنی چار دانگ عالم میں پھیلتی دکھائی دی، اس کے گہرے اثرات ونتائج صرف اپنے ملک وخطہ میں ہی نہیں بلاد عربیہ میں خاص طور پر اور دنیا کے مختلف حصوں میں عام طور پر خود بھی محسوس کئے اور دنیا نے اس حقیقت کو بلانزاع تسلیم کیا، جب ان کا سانحۂ ارتحال صدی کے بالکل اختتام ۳۱/ دسمبر ۱۹۹۹ء بلکہ سن دو ہزار کے اختتام پر پیش آیا اور دنیا کے مختلف حصوں سے ان کے لیے دعاؤں کے اہتمام اور ان کے فکر ودعوت کے زمانہ کے حالات کا اعتبار کرتے ہوئے سب سے اہم اور مؤثر سمجھے جانے اور ان کے مشق سے عمومی وابستگی کے رجحانات کی اطلاع موصول ہوتی رہیں اور اس کے اثرات کو اور زیادہ وسعت دینے کے لیے موئمرات وندوات کا انعقاد اور اداروں ومراکز کا قیام جگہ جگہ ہونے لگا۔

بلاشبہ شخصیات ہر دور میں ہوتی رہی ہیں اور جس دور کی جو ضرورت اور جو تقاضہ سامنے آیا اس کے مطابق ان کی خدمات اور کارنامے سامنے آئے جس سے توحید ورسالت کے سلسلہ میں متزلزل ہو رہے ایمان ویقین کو مضبوط کرنے کا کام اپنے اپنے وقت میں ان شخصیتوں نے انجام دیا، دائرہ عمل کسی کا محدود رہا، اور کسی کا مختلف میدانوں میں سامنے آیا، اسی طرح زمانی ومکانی فرق کے ساتھ نتائج وثمرات ظاہر ہوئے، ان شخصیتوں میں بھی وہ شخصیتیں جن کا کام زیادہ قوت وصراحت اور زیادہ وسعت وگہرائی کے ساتھ سامنے آیا اور عالمی طور پر اس کے اثرات آج بھی محسوس کئے جا رہے ہیں (ائمہ اربعہ کا استثناء کرتے ہوئے) چار بڑے اہم افراد ایسے ہیں جن کے سایہ سے نکلا نہیں جا سکتا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، امام غزالیؒ، امام ابن تیمیہؒ، امام احمد سرہندیؒ مجدد الف ثانی، اس کے بعد اللہ تعالی نے حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو اور پھر تیرھویں صدی ہجری میں امیر المومنین حضرت سید احمد شہیدؒ کو اور چودہویں صدی ہجری میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ سے الگ الگ میدان میں جو تجدیدی واصلاحی کام لیا اس کے اثرات آج بھی تازہ ہیں اور پندرہویں صدی ہجری کے اوائل میں جو شخصیت پورے عالم اسلام میں اپنی دعوت وفکر میں ایک الگ شان اور انفرادیت کے ساتھ تن تنہا نظر آتی ہے کہ جس نے پوری قوت کے ساتھ اسلام پر اعتماد بحال کرنے اور اس کی انفعیت واصلحیت پر یقین مضبوط کرانے کا جو عظیم کارنامہ انجام دیا وہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی ذات گرامی ہے، جن کی خدمات اور کارناموں کا بڑا حصہ چودھویں صدی کی آخری تین دہائیاں رہیں، مگر ان کی تکمیل پندرہویں صدی ہجری کی آخری دو دہائیوں میں ہوئی۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے ایک طرف مغربی فکر وفلسفہ کا گہرائی سے مطالعہ کر کے ان کی تھیوری کو کھوکھلا ثابت کیا اور ان کے مفکرین وفلاسفر کے خوشہ چینوں پر یہ واضح کیا کہ یہ تھیوری انسانیت

سے متصادم ہے، دنیا کی بقا کا راز اسی میں مضمر ہے کہ وہ اسلام کو اختیار کرے، اسی طرح نبوت محمدی کی ابدیت وصداقت اوراسی سے مسلمانوں کی عزت وعظمت کو اس قوت سے اس وقت باور کرایا کہ اب اس سے تعلق منقطع کرنے کی کوشش بزور طاقت ہورہی تھیں، اس موقع پر حضرت مجدد الف ثانی کا وہ تجدیدی کارنامہ یادآتا ہے جو انہوں نے اکبر کے نظریہ وحدت ادیان کے خلاف کمربستہ ہوکر ذہن سازی، صبرواستقامت کے ساتھ انجام دیا تھا، جس کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے کہ ''حقیقت میں ان کا اصل کارنامہ جس کا جلو میں ان کے سارے تجدیدی کارنامے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں اوران کی تجدید کا اصل سرچشمہ جس سے ان کے تمام انقلابی واصلاحی کاموں کے چشمے پھوٹتے ہیں، اور دریا بن کر سارے عالم میں رواں دواں ہوجاتے ہیں، وہ نبوت محمدی اوراس کی ابدیت وضرورت پرامت کا اعتماد بحال کرنے اور مستحکم کرنے کا وہ تجدیدی وانقلابی کارنامہ ہے جو ان سے پہلے اس تفصیلی وضاحت، قوت کے ساتھ ہمارے علم میں کسی مجدد نے انجام نہیں دیا۔

اس تجدیدی اقدام سے ان تمام فتنوں کا سد باب ہوتا ہے جو اس وقت عالم اسلام میں منھ پھیلائے ہوئے اسلام کے شجرۂ طیبہ اوراس کے پورے اعتقادی فکری اور روحانی نظام کو نگل لینے کے لیے تیار تھے، ان میں ایران کی نقطوی تحریک اوراس کے پیرو بھی شامل ہیں، جنہوں نے نبوت محمدی اوراس کے بقاء ودوام کے خلاف کھلے طریقہ پر علم بغاوت بلند کیا تھا، ان فتنوں میں اکبر کا دین الٰہی اور آئین جدید بھی شامل ہے، جو ہندوستان میں نبوت وشریعت محمدی کی جگہ لینے اوراس کا بدل بننے کا مدعی تھا، اس سلسلہ میں وحدۃ الوجود کا فلسفہ بھی آتا ہے جو اپنے داعیوں اور علمبرداروں کے بقول کشفی حقائق پر مبنی تھا، اس ضمن میں فرقۂ امامیہ کا گروہ بھی آتا ہے، جس کے اساسی عقائد میں امامت کا عقیدہ بھی ہے۔

اسی طرح انہوں نے نبوت محمدی پر ایمان واعتماد کی تجدید کی شاہ کلید سے وہ سارے بھاری پیچیدہ قفل کھول دیئے جو یونانی اورایرانی فلسفہ اور مصری وہندوستانی اشراقیت نے ایجاد کئے تھے، ایک تیر سے ان سب فتنوں کا شکار جن کا مسلمانوں کا ذہین طبقہ نشانہ بنا ہوا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی کے تجدیدی کارناموں کا تجزیہ کرنے والے ایک محقق نے حضرت علی میاں کے اس تجزیہ کو زیادہ جامعیت والا محسوس کیا ہے اور لکھا ہے کہ ''مولانا ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے تمام تجدیدی کارناموں کا ایک مرکزی نقطہ تلاش کیا ہے اوراسی کے اندر تمام کارناموں کو سمودیا ہے''۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت مولانا ندویؒ کو اس تعلق سے حضرت امام سرہندی مجدد الف ثانیؒ سے بڑی مماثلت نظر آتی ہے، ہند سے اٹھے اس فتنہ کو جو اسلام کی ابدیت کو چیلنج کررہا تھا، نہ صرف حضرت مجدد الف ثانی نے دبایا بلکہ اس کی بیخ کنی کی، ٹھیک اسی طرح چودھویں صدی ہجری کے نصف آخر میں مصر سے قومیت عربیہ کا فتنہ اٹھا جسے سرکاری طور پر مصر کے صدر جمال عبدالناصر کی سرپرستی حاصل تھی، حضرت ندویؒ نے اس کی خطرناکی کو محسوس کیا تو وہ اوران کی جماعت نے ان کو باطل نظریہ ثابت کیا، اور مسلمانوں کو اس الحادی نظریہ سے نکالا، بات یہاں تک پہنچ گئی کہ ناصر کا کلمہ مصر میں پڑھا جانے لگا تھا، الجمہوریہ (مصر یکم اکتوبر ۱۹۷۰ء) نے یہاں تک لکھ دیا کہ ''نیا کلمہ لا الہ الا اللہ ناصر حبیب اللہ'' ہمارے آباء واجداد آپ کے نغمے گاتے رہے، آپ ان کے لیے ایک حسین کہانی یا خواب تھے، چار ہزار برس سے اس امید میں جی رہے تھے کہ آپ ظاہر ہوں آخر کار بیسویں صدی کے نصف آخر میں اہل مصر کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔

اوراسی الجمہوریہ نے اس سے پہلے ۲۹ رستمبر ۱۹۷۰ء کو لکھا کہ ''اے جمال عبدالناصر، اے وطنیت کے نبی، حریت کے رسول، شب معراج میں آپ کا نام اور آپ کا جسم آسمان پر پہنچا، قدوسیوں وابرار سے آپ کی ملاقات ہوئی، آپ اس قافلہ میں شامل ہوگئے جو اس زمانہ میں اور آسمان میں زندگی کا موجد ہے''۔

اس سے بڑھ کر یہ تشویشناک بات تھی کہ ممتاز فاضل اسکالر اور زعماء بھی اس فکر سے متأثر ہو رہے تھے، اور مشہور مصنف استاذ احمد حسن الزیات نے تو جمال عبدالناصر کے عید میں ہی از ہر کے ترجمان مجلۃ الازہر میں ''امۃ التوحید تتوحد'' کے عنوان سے ایک مضمون بھی لکھا جس میں انہوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ ''وہ وحدت جس کی دعوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی ایک عام اصول تھا، اس لیے کہ اس کی بنیاد عقیدہ پر تھی، عقیدہ کی کتنی ہی زندگی ہو وہ کمزور بھی پڑ جاتا ہے اور بدل بھی جاتا ہے اور وہ وحدت جس کی صلاح الدین ایوبی نے دعوت دی تھی وہ ایک خاص جزئیہ تھا، اس لیے کہ اس کی بنیاد طاقت پر تھی، اور طاقت کو ضعف بھی عارض ہوتا رہتا ہے اور اس کا زوال بھی ہو جاتا ہے؛ لیکن وہ وحدت جس کی جمال عبدالناصر نے دعوت دی ہے وہ باقی رہنے والی اور پھلنے پھولنے والی ہے اس لیے کہ اس کی عمارت تین بنیادوں پر قائم ہے، غذا اور اسباب معیشت میں اشتراکیت، اظہار خیال میں حریت اور نظام حکومت میں جمہوریت اور یہ تین عناصر اس وحدت کی بقاء کے لیے دائمی ضمانت ہیں''۔ (مجلۃ الازہر ۱۳۸۳ھ)

یہ فکر ونظریہ اور یہ عقیدہ ومسلک اسلام اور اس کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ منقطع کرنے کے لیے نہ صرف کافی تھا بلکہ دین اسلام اور مسلمانوں کو کمزور اور بے حیثیت کرنے کا خطرناک راستہ تھا، ان دونوں خطروں کو محسوس کرتے ہوئے کہ جس سے یہ احساس ہو چلا تھا کہ موجودہ حالات درپیش مشکلات ومسائل اور چیلنجز میں اسلامی تعلیمات رہنمائی کرنے سے قاصر ہیں، ضرورت تھی کہ اس احساس کو ختم کیا جائے اور اس فکر ونظریہ کے داعی کو چیلنج کیا جائے اور یہ ثابت کیا جائے کہ وہ اسلام دشمن طاقتوں کی سازش کا شکار ہے، چنانچہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے اپنے عربی رسائل ومجلّات اور کتابوں ومراسلات کے ذریعہ سے تجدیدی کام انجام دیا اور دراصل بلاد عربیہ میں اس کام کے انجام دینے کی ضرورت تھی مگر چونکہ اس کے مسموم اثرات بلاد عجم خصوصاً برصغیر ہندوستان وپاکستان پر بھی پڑ رہے تھے اردو لٹریچر کے ذریعہ بھی اس کی خطرناکی اور نقصانات کو واضح کیا، چنانچہ ایک رسالہ ''عرب قوم پرستی اسلامی نقطہ نظر سے خطرناک کیوں؟'' لکھا، جو اس وقت مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ سے شائع ہوا، جس میں انہوں نے یہ واضح کیا کہ عرب اور اسلام کا کیسا مضبوط اور نہ ختم ہونے والا رشتہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہیں اور بتایا کہ نبوت محمدی اور شریعت اسلامی نے اس کے قیام ودوام کے لیے کیسے وسیع وعمیق انتظامات کئے ہیں، اور اس کا تاریخی جائزہ لیا کہ عربوں میں قومیت کے احساس کا آغاز کب ہوا اور کیسے ہوا اور یہ ثابت کیا کہ تحریک قومیت کے اولین قائد عیسائی فضلاء تھے اور خلافت عثمانیہ کے خلاف عربوں کا ایک محاذ بنانا چاہتے تھے، اس کا نتیجہ مرکز خلافت کے انتقال کی تحریک تھی، اور یہ اصلاً یورپ کی آواز تھی جس پر وہ عرب لبیک کہہ رہے تھے جو یورپ کے پروردہ تھے، یا اس کی ثقافت سے متأثر تھے۔

اس تحریک ودعوت اور منحرف فکر ونظریہ کی جس قوت واعتماد سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور ان کے رفقاء وتلامذہ (بالخصوص مولانا سید محمد الحسنی) نے مخالفت کی وہ ایک عظیم جہاد سے کم نہ تھا، چنانچہ مصری حکومت ان لوگوں کے خلاف احتجاج کیا اور وزارت خارجہ میں انھیں طلب کیا گیا، اس لیے کہ صدر ناصر کو جن اخبارات ورسائل کے تراشے ان دنوں پیش کئے جا رہے تھے، ان میں ''البعث الاسلامی'' کے تراشے بھی ہوتے تھے جس کی سرپرستی حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندویؒ صاحب فرماتے تھے اور ادارت کا کام مولانا کے بھتیجہ مولانا سید محمد الحسنی کے سپرد تھا اور یہ صدر صاحب اپنے جور وستم میں بھی معروف تھے اور اس زمانے میں مصر کی حکومت ہندوستانی حکومت سے بڑے ہی دوستانہ مراسم تھے، چنانچہ ہندوستانی حکومت کو بھی تشویش تھی اور سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے بہت سے لوگ خاموش تھے یا سرکار کی ہمنوائی کر رہے تھے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اپنی طلبی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ایک مرتبہ مجھے بھی وزارت خارجہ دہلی میں طلب کیا گیا اور اس کے سکریٹری عظیم حسین صاحب نے مجھ سے اس بارے میں سوالات کئے اس موقعہ پر وزارت خارجہ ہند کے اعلی افسران اور مشرق وسطی کے معاملات کے ماہرین بھی موجود تھے، میں نے صفائی سے عرض کیا کہ ہم نے اس موقف کو سوچ سمجھ کر اختیار کیا ہے اور ہم اس پر قائم رہیں گے، خواہ اس کے نتیجہ میں ہندوستان سے باہر جانے کی سہولتوں سے محروم کر دیا جائے (یاد رہے کہ اس زمانہ میں میرا پاسپورٹ حکومت ہند کی تحویل میں تھا)۔(کاروان زندگی حصہ دوم)

اس فکر ودعوت کی حضرت مولانا نے اس قدر قوت وبیبا کی سے مخالفت کیوں کی اور اس کے کیا اسباب تھے؟ خود ہی مولانا جواب دیتے ہیں ''صدر ناصر قومیت عربیہ کے سب سے بڑے علمبردار تھے، لیکن میری مخالفت کی بنیاد تنہا یہ بات نہیں تھی، شام کے بعض لیڈر اور عراق کے متعدد قوم پرست مفکر اس بارے میں ان سے پیچھے نہیں تھے؛ لیکن ان میں سے کوئی عالم عربی کی روح اور دنیائے عرب کی آئندہ نسلوں کے لیے اتنا خطرناک نہیں تھا جتنے وہ تھے، وہ تنہا قومیت عربیہ کے علمبردار نہیں تھے، عالم عربی میں ایک بنیادی ہمہ گیر اور نہایت دور رس تبدیلی کے داعی وعلمبردار تھے، وہ عالم عربی کا رخ اس مرکزی نقطہ سے ہٹا کر جو اس کے فکر وعمل، شوق وتمنا اور جذبہ وجوش کا قبلہ رہا ہے، ہمہ گیر مادیت اور نامذہبیت (سیکولرزم) کی طرف پھیرنا چاہتے تھے اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہ ایسے دور رس اور وسیع انتظامات اور تبدیلیاں کر رہے تھے جن کا اثر (اگر کوئی عظیم انقلاب اور غیر معمولی واقعہ پیش نہ آئے) تو نسلوں اور صدیوں تک قائم رہنے والا تھا۔

وہ پورے عزم وتنظیم اور ایک سوچی سمجھی اسکیم کے ساتھ اس منزل کی طرف رواں دواں تھے جس کے نزدیک معیار اور منتہائے کمال اشتمالیت یا کمیونزم اور اس کے داعی وعلمبردار تھے۔

قوم پرستی میں جب قدیم تہذیب کے احیاء کی سرمستی اور آباء پرستی کا عنصر بھی شامل ہو جاتا ہے تو وہ نہ صرف اخوت اسلامی کے حریف بلکہ نبوت محمدی کی رقیب بھی بنتی نظر آتی ہے، وہ جس رفتار سے ترقی کرتی ہے اسی رفتار سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت وامامت کا عقیدہ اور ان کے ''دانائے سبل، ختم الرسل اور مولائے کل'' ہونے کا اعتقاد بھی کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اور اس کے آثار وشواہد اہل قلم اور بعض سنجیدہ اور سال خورد مصنفین اور ادیبوں کی تحریروں میں نظر آنے لگے تھے، پھر اس قیادت نے عرب اور مصر کو ایک ذہنی واخلاقی انتشار اسلام کی برتری اور قیادت کی صلاحیت کی مایوسی کے احساس اور عزت واستحکام کو کسی اور فلسفہ زندگی کے سایہ میں اور کسی مشرقی یا مغربی بلاک کے دامن میں تلاش کرنے کا راستہ ہموار کر دیا، ہر طرح کی تنقید واختلاف پر پابندی عائد کر دی اور نفس وخواہشات کی ہر طرح کی آزادی دے دی، دس بارہ کے عرصہ میں اس قیادت کے دوران عرب ممالک کے نوجوانوں اور تعلیم یافتہ طبقہ میں ایسی تبدیلی آئی اور اولاد ابراہیمؑ کی آزری اور بت تراشی کے ایسے نمونے کھلی آنکھوں دیکھنے میں آئے جو نہ صرف ذہنی اور تہذیبی ارتداد کے مرادف تھے بلکہ اس کے حدود کہیں کہیں اعتقادی ارتداد سے بھی مل جاتے تھے اور بہت سے نوجوان کی زبانوں سے صاف صاف کفریہ کلمات، دین اور اہل دین سے بیزاری کا اظہار تبرا کے حدود تک پہنچ جاتا تھا''۔

حضرت مولانا نے بلاد عربیہ میں جا کر بڑے واضح طور پر یہ بات کہی کہ عرب قومیت میں غیر عربوں کے لیے کوئی کشش نہیں، ان کے لیے صرف ایمان، عمل صالح، اسلام کے پیغام اور دعوت میں کشش ہے، اسی طرح ایک دوسرے موقع پر فرمایا'' عالم عربی کو اصل خطرہ اسرائیل سے نہیں اس ضمیر سے ہے جس نے اپنا کام چھوڑ دیا''۔

اور یہ مدینہ منورہ میں اپنے ایک خطاب میں جس میں عالم اسلام کی مقتدر شخصیتیں قائدین، علماء اور رہنما حضرات موجود تھے فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حریفوں اور آپ کی عالمی ابدی قیادت کو چیلنج کرنے والوں کا ہمیشہ انجام ناکامی اور ان کے سلسلہ کا انقطاع رہا ہے،

اورابتر صرف نسلی اورنسبی انقطاع ہی کا نام نہیں، اس کا مفہوم اس سے بہت وسیع ہے، اس میں بدتوفیقی، ناکامی، ذلت، گمنامی اور بے نشانی داخل ہے، لادینی اور ملحدانہ قیادتیں ہمیشہ ناکام رہیں اور رہیں گی، ہمیں ہمیشہ ان سے ہوشیار رہنا چاہئے، خودغرض، مفاد پرست رہنماؤں کو پہچاننا چاہئے، نیز اس طرز زندگی اور حکومتوں ومعاشروں کے اس انجام سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (ملاحظہ ہو کاروان زندگی)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی یہ فکر ودعوت بلکہ کارتجدید وعظیم اصلاحی عمل کا آغاز اور پہلے سے ہو چکا تھا، جب ۱۳۷۰ھ میں انہوں نے عالم عربی کا دورہ کر کے حالات کا جائزہ لیا اور پیش آنے والے خطرات کا اندازہ لگالیا تھا، جسے ان کی اس یادگار تحریر سے سمجھا سکتا ہے جو شیخ عبداللہ المز روع کی کتاب "وصايا اساطين الدين والادب والسياسة للشبان" میں شامل ہے، اور مصنف کتاب کی فرمائش بھی بطور وصیت کے لکھی گئی تھی جو صاف تحریر کے الفاظ میں مختلف صداؤں کے شور او ر دعوتوں کے زور میں ایک ''اذان'' کی حیثیت رکھتی ہے اور وہ یہ ہے:

''اگر راقم کے لیے عرب ایک میدان میں جمع کر دیئے جائیں اور اس کے امکان وقدرت میں ہو کہ وہ ان سے براہ راست ایسا خطاب کر سکے جس کو ان کے کان سنیں اور دل قبول کریں، تو میں ان سے کہوں گا کہ میرے قابل احترام بھائیو! وہ دین اسلام جس کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے وہ تمہاری زندگی کا اصل سرچشمہ ہے اور اسی کے افق سے تمہاری صبح صادق طلوع ہوئی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نسبت تمہارے لیے شرف کا باعث اور تمہاری اہمیت وعظمت کا سبب ہے، ہر خیر ونعمت جو تم کو ملی بلکہ ہر خیر جو دنیا کو پہنچی وہ آپ ہی کے ذریعہ سے اور آپ ہی کے دین کے راستہ سے ملی۔

اللہ تعالی کو منظور نہیں کہ تم کو آپ کی طرف انتساب کے بغیر آپ کا دامن پکڑے، آپ کے پیغام کا حامل بنے اور آپ کے دین کا راستہ میں ہر طرح کی قربانی کے لیے تیار ہوئے بغیر کوئی عزت ملے، اللہ تعالی کے فیصلہ کو ٹالنے والی اور اس کے ارشادات کو تبدیل کرنے والی کوئی طاقت نہیں، عالم عربی فن عروض کی اصطلاح ''بحر'' کی طرح نام کا سمندر ہے جس میں پانی کا ایک قطرہ نہیں ہوتا اور یہ صورتحال اس وقت باقی رہے گی جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا امام، اپنی زندگی وجدوجہد کا قائد نہ بنالیا جائے اور عرب اسلام کی دعوت اور پیغام لے کر پھر اس طرح نہ اٹھیں، جیسے عہد اول میں اٹھے تھے اور اس ستم رسیدہ دنیا کو یورپ کے ان ستم گروں کے پنجہ سے آزاد نہ کریں، جو صالح تمدن اور حقیقی انسانیت کا کام تمام کر دینا چاہتے ہیں اور پھر عالم عربی اس معاملہ میں صف آراء ہو کر عالم انسانیت کو انتشار بلکہ احتضار سے بچا نہ لے اور اس کو توحید ووحدت، امن وسلامتی، طاقت وایمان کی لائن پر نہ ڈالے یہ عالم عربی کا فریضہ ہے جس کے بارہ میں اللہ کے یہاں سوال ہوگا، دیکھنا ہے کہ عرب اس کا کیا جواب دے گا۔

مکہ مکرمہ یہ تحریر عربوں کو دعوت فکر وعمل دینے کے لیے لکھی کہ آنے والے حالات میں دینی تشخص اور اسلامیات کو کیسے باقی رکھا جائے جس کے لیے واضح طور پر راستہ متعین کیا کہ بس یہی ایک راستہ ہے، ۲۰ رربیع الاول ۱۳۷۰ھ مطابق ۳۰ ردسمبر ۱۹۵۰ء کو یہ پیغام دیا تھا، وہاں دیا تھا جہاں سے خیر ساری دنیا کی طرف جاتا ہے اللہ کو ان سے عالمی سطح پر اسلام کو اس کی توحید ورسالت کے عقیدہ اور فکر آخرت کے مسئلہ کو صاف کرنے کا کام لیتا تھا، جو ان کے حکیمانہ دعوتی انداز، سلامت فکر اور خالص دینی جذبہ ودینی حمیت وغیرت سے طاقتور طریقہ سے سامنے آیا، یہ ان کی مجددانہ شان کا ایک رخ تھا۔

/////☆☆☆☆//////

not found.

تجزیہ

مسلم پرسنل لاء کی تاریخ ایمان ویقین کے متوالوں کی تاریخ ہے

حضرت مولانا محمد ولی رحمانی سجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر، بہار

یہ کاروانِ دین وشریعت بڑا محترم ہے اوراس کی خدمات دین ودنیا میں کامیابی وکامرانی اوراجر وثواب کا ذریعہ ہیں، اور یہ بورڈ مسلمانان ہند کا متحدہ ادارہ ہے جس پر نہ صرف ملت اسلامیہ کو اعتماد ہے بلکہ پورا ملک اس کے فیصلوں کو سننے کا منتظر رہا ہے، بزرگوں کی یہ امانت قابل قدر بھی ہے، لائق شکر بھی اور ہر لحاظ سے اس کی مستحق ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے، اسے ترقی دی جائے اور ہم سبھوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنی انفرادیت، مسلک ومشرب کے فاصلوں اور جماعتی حلقہ بندیوں سے بلند ہوکر صرف دین کی سربلندی اور ملت اسلامیہ کی بہی خواہی کی خاطر اس سمندر میں ضم ہوجائیں اور ہم میں سے ہر ایک کی انفرادیت موتی کی طرح سمندر کی تہ میں رہے جس سے سمندر کا وقار ووزن تو بڑھے، مگر اس کی روانی میں کوئی فرق نہ آئے۔

۳۷ رسال قبل جب اس کارواں کے دھندلے نقوش ابھر رہے تھے، بورڈ بنا بھی نہیں تھا، ممبئی کنونشن کا مرحلہ تھا اور نشیمن کی تعمیر کے لیے ہمارے بزرگوں کے اخلاص، فراست اور جہد مسلسل نے نہ صرف رکاوٹوں کو دور کیا، بلکہ فضل الٰہی کے سایہ میں بکھرے تنکے جمع ہوتے چلے گئے، قدم سے قدم ملا، دل سے دل ملے، آشیانہ بھی تعمیر ہوا اور ممبئی کے سیل بے کراں نے حیدرآباد میں صاف ستھرے مستحکم آشیانہ کی شکل اپنالی، آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کی تشکیل ہوگئی، بورڈ کی تعمیر وتشکیل کے مرحلے دشوار تھے، کرب تخلیق کی اذیتیں جھیلی گئیں؛ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ مصیبتوں اور کلفتوں کو گلے لگائے بغیر کامیابیوں اور راحتوں کے مرحلے نہیں آتے، آج ہم بورڈ جیسے سایہ دار شجر تلے بیٹھے ہیں، وہ بزرگوں کی محنت کا نتیجہ اوراس کا بہترین ورثہ ہے۔

آج جب ماضی پر نگاہ ڈالتا ہوں تو دارالعلوم دیوبند کی مختصر مگر بنیادی نشست ممبئی کے تاریخ ساز کنونشن اور حیدرآباد کے غیر معمولی اجلاس کی تصویر نگاہوں میں آجاتی ہے، بڑی بڑی باوقار اور باوزن شخصیتیں، ایسا لگتا ہے کہ سامنے کھڑی ہیں، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی، حضرت امیر شریعت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی، حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادی، حضرت مولانا ابواللیث اصلاحی ندوی، محترم ڈاکٹر سید یوسف نجم الدین صاحب، حضرت مولانا برہان الحق قادری رضوی صاحب، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی صاحب، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی، محترم مولانا ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب سلفی، بابائے میمن جناب محمد یوسف صاحب پٹیل، محترم قاضی الطاف خورشید صاحب، حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام صاحب قاسمی اور جناب سلیمان ابراہیم سیٹھ صاحب رحمہم اللہ اور مختلف سطح پر خدمت انجام دینے والی بہت ساری شخصیتوں کے چہرے نظر میں ہیں، دیکھتے دیکھتے کیسے کیسے لوگ اٹھ گئے، امت اسلامیہ کے ردائے گلیمی میں ہی نہیں، وطن عزیز کے مطلع علم وسیاست پر کیسی کیسی شخصیتیں تھیں، جو اٹھ گئیں، دیکھتے دیکھتے منظر بدل چکا ہے، خدا کا شکر ہے اس وقت کے چند نمایاں چہرے آج بھی ہیں، جناب غلام محمود بنات والا، حضرت مولانا محمد سالم قاسمی، جناب عبدالستار یوسف شیخ مدظلہم ماضی کے جدوجہد کی زندہ تاریخ ہیں اور

تاریخ ساز بھی اور کنونشن کے دفتر کا جاروب کش، ممبئی کے منبر و محراب کا یہ گمنام واعظ کل بھی گرد کارواں کی طرح شریک کارواں تھا، اور آج بھی خادمانہ شریک ہے۔

بورڈ کی زندگی میں بڑے موڑ بہت سے مرحلے آئے، ایمرجنسی کے تاریک دنوں ۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۶ء میں جبری نس بندی کی مخالفت کی گئی، متبنّی بل ۱۹۷۲ء جو یکساں سول کوڈ کی طرف مضبوط قدم تھا، اس کے خلاف صف آرائی جس میں آخر میں کامیابی ملی، مساجد و مقابر کے تحفظ کے لیے ملک گیر تحریک ۱۹۷۸ء ۱۹۷۹ء جس نے خطرات کے درمیان عوام کے ذہن و عمل کی تربیت کی اور جمہوریت میں آواز بلند کرنے کا شعور بخشا، شاہ بانو کیس کے نتیجہ میں پیدا شدہ حالات (۸۲ء ۸۶ء) کے نتیجہ میں رائے عامہ کو بنانے اور دین و شریعت کے کیس کو دانشوروں اور ارباب سیاست کو سمجھانے کا مرحلہ گزرا، اوقاف کی جائیدادوں کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ کرنے (۱۹۸۰ء) کی کامیاب جدوجہد کے لیے لمحے بھی بیتے، قانون وقف (۱۹۸۴ء) میں ترمیم کی جدوجہد بھی سامنے آئی، لازمی نکاح رجسٹریشن (۱۹۸۱ء اور ۱۹۹۰ء) کے معاملہ پر قابو پایا گیا، معاشرہ کی اصلاح کی تحریک چلائی گئی، لیگل کمیٹیوں کے ذریعہ قانون ساز اداروں کی کارروائی کا جائزہ اور ضروری اقدام کئے جاتے رہے، دارالقضاء کے قیام کی ضرورت کا احساس پورے ملک میں پیدا کیا گیا، اور منصب قضاء کے لیے لائق اور ذی استعداد افراد کی تربیت کا انتظام مختلف مقامات پر ہوا، اور بعض مقامات پر قاضی متعین کئے گئے، انتہائی سخت اور مخالف مرحلہ میں ۹۰ء میں حق کی وہ آواز بلند کی گئی کہ مسجد مسجد ہے، وہ خدا کا گھر ہے اس کی سودابازی نہیں ہوسکتی، اور نہ کسی مسلمان کو حق ہے کہ وہ خدا کی ملکیت کو دوسرے کے حوالہ کردے، ساتھ ہی بورڈ نے دستور ہند کے احترام اور عدلیہ کے وقار و اعتبار کو ماننے کا درس اس فیصلہ کے ذریعہ دیا، کہ مسلمان بابری مسجد کے سلسلہ میں کورٹ کے فیصلہ کو قبول کریں گے، پھر ذہنی اور فکری تعمیر کے لیے بورڈ نے کئی زبانوں میں لٹریچر شائع کیا، علمی، فکری اور قانونی سطح پر بورڈ کا یادگار کارنامہ مسلم پرسنل لا سے متعلق ''اسلامی قانون'' کی ترتیب و تہذیب اور بڑے پیمانہ پر اس کی اشاعت ہے، یہ سارے اور ان جیسے اقدامات اور خدمات کے ذریعہ بورڈ کی تاریخ بنی ہے، آپ انہیں فراست ایمانی، اخلاص، قربانی اور سبھوں کو ساتھ لے کر تلخ و ترش سہ کر مسلسل کام کرتے رہنے کی تاریخ بھی کہہ سکتے ہیں۔

آج کے حالات سخت ہیں، امت مسلمہ پر جو حملے ہورہے ہیں جو سازشیں رچی جارہی ہیں، جو عزائم ہیں وہ طشت از بام ہیں، شعائر اللہ زد پر ہیں، جان و مال، عزت و آبرو کے لالے پڑے ہیں، دھمکیوں سے سہانے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے اور وطن عزیز کا یہ منظر کتنا دلخراش ہے کہ اس دھرتی پر قانون بے چارہ ہوتا جارہا ہے، انصاف شرمسار ہے، سچائی کو مٹایا جارہا ہے، حقیقتوں کو پروپگنڈہ میں دبایا جارہا ہے اور بے بصیرتی کی انتہاء یہ ہے کہ وہ ملت جس کا ہر فرد ہمارے وطن کا چھٹا انسان ہے اسے ڈرا دھمکا کر اس کے حقوق غصب کرنے کی فضا بنائی جارہی ہے، بے شک مرحلہ سخت و دشوار سامنے ہے اور بڑا امتحان ہے۔

بچھ گئے کوئے یار میں کانٹے
کس کو عذر برہنہ پائی ہے

لیکن وطن عزیز کے کانٹوں کو چننے کی ذمہ داری اور اسے گلزار بنانے کی جوابدہی ہمیں قبول کرنا ہوگی، یاد رہے نفرت کی آبیاری اور ظلم و عداوت کی کاشتکاری اقتدار کی مجبوری تو ہوسکتی ہے مذہبی تعلیم کبھی نہیں ہوسکتی، اقتدار کی طلب، اس کی ہوس، اس کے تقاضے کسی کے دل میں انگڑائی لے سکتے ہیں، اس شخص کا کسی مذہب سے تعلق ہوسکتا ہے اس کا نام ہلاکو اور چنگیز ہوسکتا ہے، اسے ہٹلر اور مسولینی کے نام سے پکارا جاسکتا ہے، وہ نادرشاہ اور جنرل ڈائر کی شکل میں سامنے آسکتا ہے، وہ بش اور بلیئر کہلاسکتا ہے، واجپائی اور اڈوانی اس کا نام ہوسکتا ہے، اقتدار کا فتنہ خیز ذہن اور ہوس ملک گیری کے لیے طاقت کا بے جا استعمال اور سازشوں کا جال ایک مریض جذبہ ہے اور یہ جذبہ کسی بھی

مذہب کے ماننے والے میں پایا جاسکتا ہے، مگر بہر حال یہ مرض! اس مرض پر صاف ستھرے سچے مذہب اور روحانی قدروں ہی سے قابو پایا جاسکتا ہے، اسی نسخۂ شفا کو اپنا کر ملکوں ملکوں میں مشاکل ومسائل حل ہوئے ہیں، اور یہی نسخہ شفا امتوں کا محاسب بھی ہے، راہ بر بھی اور منزل بھی، ہمیں اپنا محاسبہ بھی کرنا چاہئے اور یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ صرف حالات بدل گئے ہیں یا ہم بھی کچھ بدل گئے ہیں، اس مرحلہ میں اللہ تعالی کا فرمان ہماری دستگیری کرتا ہے "وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوعن کثیر"۔(سورۃ الشوریٰ)

تم جس مصیبت میں پھنسے وہ تمہاری کمائی ہوئی ہے اور اللہ تو بہت سی غلطیوں کو معاف بھی کردیتا ہے، یقیناً حالات سخت ہیں، اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے خرمن کو جلانے کے لیے بجلیاں چاروں طرف سے گرج رہی ہیں، اس نازک وقت میں سرکار ذی وقار صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رہنمائی فرماتے ہیں:

"عن ثوبان قال قال رسول الله صلی اللّٰہ علیه وسلم یوشك الامم ان تداعی علیکم کماتداعی الآکلة الی قصعتها، قال قائل ومن قلة نحن یومئذ، قال بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن الله من صدور عدوکم المهابة منکم ولیقذفن فی قلوبکم الوهن قال قائل یارسول اللّٰه ماالوهن قال صلی اللّٰه علیه وسلم حب الدنیا وکراهیة الموت"۔ (مشکوۃ المصابیح)

بروایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح دسترخوان پر لوگ دوسروں کو بلایا کرتے ہیں تمہارے خلاف بھی قومیں ایک دوسرے کو بلائیں گی، کسی نے پوچھا کیا ہماری تعداد اس دن تھوڑی ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں تمہاری تعداد بہت ہوگی؛ لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے جھاگ کی سی ہوگی، خدا تعالی تمہارے وقار اور وزن کو مخالفوں کے دل سے نکال دیں گے اور تمہارے دلوں میں ''وہن'' ڈال دیں گے، کسی نے پوچھا اللہ کے رسول وہن کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے ناگواری۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کا جو نقشہ کھینچا تھا وہ دور نزدیک نظر آرہا ہے، آپ نے مرض کی جو تشخیص فرمائی وہ بھی واضح ہے آپ کا پیغام امت کے ہر فرد کے لیے دعوت فکر ہے، اور فیصلہ امت کو کرنا ہے، کہ اسے قلب وروح عزیز ہے یا اس کا معدہ اور مادہ ابھی آسودہ نہیں ہوا ہے، وہ رسول کریمؐ کے بتائے ''راز زندگی'' اور ''نسخہ جاودانی'' کو دل میں اتارنے کے لیے تیار ہے یا نہیں؟ امت کا ایمان کے تقاضوں پر لازوال یقین اور اسے زندگی میں برتنا ہی کامیابی کی شاہ کلید ہے۔

اقتدار کے تقاضے نفرت کی آبیاری اور عداوت کی کاشتکاری ہوسکتی ہے، مگر ایمان کے تقاضے، دنیا کی محبت اور موت کا خوف نہیں ہوسکتے، ایمان کا تقاضہ تو "مااتاکم الرسول فخذوه ومانهاکم عنه فانتهو" ہے، رسول کریم نے جو کچھ دیا اسے پکڑ لو اور جس چیز سے تمہیں روکا ہے اس سے باز آجاؤ، اس لیے

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ کیجئے
پیش نظر تو مرضیٔ جاناناں چاہئے

یقین کیجئے دینی فکر اور مذہب سے سچا عشق اور اس پر عمل شاہراہ حیات ہے، روحانی قدروں کو اپنے اندر سمولینا زندگی کی معراج ہے اور ایسی ہی زندگی کے لیے "لاخوف علیه ولاهم یحزنون" کی بشارت ہے، ہم سب جو اس بشارت کے طلبگار اور امیدوار ہیں رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ہدایتوں کو ہر گھر میں پہنچادیں اور ہر دل میں اتاردیں تو ساری بگڑی بن سکتی ہے، ہم محاسبہ نفس بھی کریں، محاسبہ معاشرہ بھی، اصلاح نفس بھی کریں اور معاشرہ بھی اور یہ بھی بتاتے چلیں کہ "حب الدنیا رأس کل خطیئة" دنیا کی محبت ہر غلطی کی جڑ ہے، اور دلوں میں اتارتے چلیں کہ جب بھی دنیا کی محبت اور موت کا خوف ہوگا، وہ عہد ہوگا ہم پر امتوں کے ٹوٹ پڑنے کا، یہی سبق ہے

ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

مسلم پرسنل لا بورڈ کی تاریخ ایمان ویقین کے متوالوں کی تاریخ ہے، بصارت وبصیرت، جرأت وعزیمت کی تاریخ ہے، صبر وبرداشت، احتیاط وپرہیز کے ساتھ سوز دروں اور جذب وجنوں کی تاریخ ہے، بروقت فیصلے اور فیصلوں پر مسلسل عمل کی تاریخ ہے وہ احتیاط جو بزدلی کا تحفہ دے، وہ پرہیز جو حالات سے گریز سکھائے، وہ صبر جو ظلم مسلسل کی حسین تعبیر تلاش کرے اور وہ برداشت جو بے عملی تک پہنچادے، زندہ افراد اور زندہ اداروں کے لیے نہ قابل قبول ہے اور نہ گوارہ۔

بکھرے موتی

اپنے کسی بھائی کو مشکل میں دیکھ کر خوش مت ہو، ممکن ہے اللہ اسے مشکل سے نکال کر تمہیں مشکل میں ڈال دے۔(حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

حسد بدن کو گلا دیتا ہے، جب کہ قناعت بدن کو تازگی بخشتی ہے۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام)

وہ کبھی بھی مطمئن اور قانع نہیں ہوسکتا، جو حاجات زندگی کے علاوہ بھی اور دوسری چیزوں کی حرص رکھے۔(حضرت ادریسؑ)

ہر ایک چیز کی زکوۃ ہے اور عقل کی زکوۃ یہ ہے کہ نادانوں کی بات پر تحمل کیا جائے۔(حضرت علیؓ)

خود کو ایسا ہی ظاہر کرو جیسے تم ہو، یا ویسے بن جاؤ جیسا خود کو ظاہر کرتے ہو۔(بایزید بسطامیؒ)

جو نصیحت نہیں سنتا وہ ملامت سننے کا شوق رکھتا ہے۔(حضرت شیخ سعدیؒ)

قیدی وہ ہے جس کا دل اس کے پروردگار کی طرف سے بند ہو جائے اور قید وہ ہے جسے خواہشات ہر طرف سے گھیر لیں۔(علامہ ابن تیمیہؒ)

جب نیک اور بد سب گزر جاتے ہیں، تو بہتر ہے کہ تیرا نام نیکی سے زندہ رہے۔(امیر خسروؒ)

وہ شخص عقلمند نہیں جو دنیاوی لذتوں سے خوش اور مصیبتوں سے مضطرب ہے۔(افلاطون)

❁❁❁❁❁

مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کی

اہم تصانیف

۱- مختصر تجوید القرآن (بروایت حفص اردو) ۱۰؍روپئے

۲- بچوں کی تمرین التجوید (تجوید کے قوائد، مشق اور طریقہ تدریس اردو) ۱۰؍روپئے

۳- جیب کی تجوید (تجوید کے ضروری قواعد کا پاکٹ سائز مجموعہ) ۳؍روپئے

۴- ریاض البیان فی التجوید القرآن (بروایت حفص عربی) ۲۰؍روپئے

۵- رہنمائے طریقت (شریعت وطریقت، تصوف وسلوک، اخلاق حمیدہ ورذیلہ) ۱۰؍روپئے

۶- مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا (فقہ حنفی کے مراجع اوران کی خصوصیات، عربی) ۵؍روپئے

۷- الامامۃ فی الصلاۃ مسائلہا واحکامہا (امامت کے مسائل واحکام، عربی) ۳۰؍روپئے

۸- التدخین بین الشرع والطب (تمباکو ونشہ آور چیزیں شریعت وطب کی روشنی میں، عربی) ۲۰؍روپئے

9- حیات عبدالرشید (حضرت رائے پوری کے خلیفہ حضرت حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوریؒ کی سوانح حیات) ۵۰؍روپئے

۱۰- سیرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ (حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب کے والد ماجد کی سوانح حیات) ۵۰؍روپئے

۱۱- تذکرہ مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ (مولانا محمد میاں شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی وناظم اعلی جمعیۃ علماء ہند کے حالات زندگی اور کارنامے) ۵۰؍روپئے

۱۲- تذکرہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ (مولانا اشرف علی تھانوی کے مختصر حالات زندگی) ۸؍روپئے

۱۳- تذکرہ علامہ سید سلیمان ندویؒ (علامہ ندویؒ کے مختصر حالات زندگی) ۸؍روپئے

۱۴- تذکرہ حضرت مدنی (حضرت سید حسین احمد مدنی کے مختصر واہم حالات) ۸؍روپئے

۱۵- چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید (چودہ بزرگوں کے حالات) ۳۰؍روپئے

۱۶- مقالات ومشاہدات (مختلف موضوعات پر تقریباً ۲۵؍مضامین کا مجموعہ) ۳۰؍روپئے

۱۶- مکتوبات اکابر (۲۰؍بزرگوں کے خطوط کا مجموعہ) ۳۰؍روپئے

—— ملنے کا پتہ ——

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد، سہارنپور (یوپی)

تاریخ کے دامن سے

پہلی قسط

۱۹ انیس نامور مسلمان سائنسداں

محمد زکریا ورک کنگسٹن کینیڈا

ہائے گزری ہوئی شوکت میرے ایمانوں کی
گردنیں خم تھیں کلیسا کے نگہبانوں کی

کیا قیامت ہے کہ اب ناقہ سواران عرب
پیروی کرتے ہیں کفار حدی خوانوں کی

مذہب اسلام کا ظہور ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں ہوا، جب پیغمبر اسلام ﷺ نے عرب کے شہر مکہ میں خدا کی وحدانیت کا اعلان کیا، آپ کی وفات کے وقت تک اسلام تمام عرب میں پھیل چکا تھا، ساتویں صدی ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ یہ مذہب مشرق وسطیٰ کے تمام ممالک، شمالی افریقہ اور مصر و اسپین میں بھی پھیل چکا تھا۔

مذہب اسلام کا مرکزی نقطہ یقین خدا کی وحدانیت ہے، لہٰذا اس مرکزی عقیدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جب اسلام کا ٹکراؤ دوسرے مذاہب اور تہذیبوں سے ہوا تو جو چیز خدا کی وحدانیت سے مطابقت رکھتی تھی وہ بات یا عقیدہ خود اسلام نے قبول کر لیا، یاد رہے کہ ظہور اسلام سے قبل یونانی، چینی، ایرانی اور ہندوستانی تہذیبیں پھل پھول رہی تھیں، چنانچہ سائنس کے معاملہ میں جو باتیں اسلام کو ان تہذیبوں سے ملیں وہ اسلامی تہذیب نے قبول کر لیں، رفتہ رفتہ یہ اسلامی تہذیب کا ورثہ بن گئیں، اسلام کا پیغام اس قدر آفاقی تھا کہ دوسری تہذیبوں کی اچھی باتیں خود بخود اس میں مدغم ہو کر اسلامی بن گئیں۔

تاریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسلمانوں نے کیمیا کا علم چینی قوم سے سیکھا، ساتویں صدی کے شروع میں مسلمان سائنسدانوں نے دو زبانوں شامی اور یونانی سے بہت ساری سائنسی، علمی کتابوں کے تراجم عربی زبان میں کئے، یہ کام ہارون الرشید کی بغداد میں قائم کردہ سائنسی اکیڈمی بیت الحکمۃ میں اس دور کے نامور مسلمان اور عیسائی و ایرانی سائنسدانوں، اطباء، مہندسین اور فلاسفہ نے کیا، ان میں حنین ابن اسحٰق اور ثابت ابن قرہٰ کے نام نامی قابل ذکر ہیں، ان تراجم کے ساتھ ساتھ ان حکماء نے پچھلے علوم میں خود بھی اضافہ کیا، یوں مسلمانوں میں ایسے سائنسی علوم کا رواج ہوا، ان حکماء اور فلاسفہ کے حالات اور کارنامے پرانے زمانے کی کتابوں جیسے الفہرست ابن ندیم، طبقات الامم ابن صاعد، اخبار الحکماء قفطی اور طبقات الاطباء ابن ابی اصیبعہ میں موجود ہیں اور یہ کتابیں آکسفورڈ کی بوڈلین لائبریری میں دیکھی جا سکتی ہیں، جہاں قرون وسطیٰ کے عربی کتابوں کا ایک نادر خزانہ موجود ہے، اس علمی ذخیرے سے راقم الحروف نے بھی تین سال قبل استفادہ کیا تھا۔

مغربی ممالک میں آج تک مسلمانوں کا تصور ایک جنگجو اور مال غنیمت حاصل کرنیوالی قوم کا رہا ہے اور اس کی ذمہ داری ان مغربی پادریوں پر ہے جنہوں نے یہ تصور آج سے پانچ سو سال قبل یورپ میں عام کیا، حقیقت تو یہ ہے کہ الجبرا کا آغاز اور عربی ہندسوں کا آغاز مسلمانوں سے ہوا، یوروپ میں رومن نمبروں کا رواج تھا اگر یہ عربی ہندسے رواج نہ پاتے تو آج کمپیوٹر کا کہیں نام و نشان بھی نہ ہوتا، مغرب نے جتنی ترقی سائنس میں کی ہے اس کی بنیاد ان اعداد پر ہے، مسلمانوں نے جن کا تعلق عربوں، ایرانیوں، مصریوں اور ترکی قوم کی اسلامی کامن ویلتھ سے تھا، انہوں نے علم حساب، ریاضی، کیمیا،

طبیعات، ہیئت میں خوب نام پیدا کیا، اتنا کہ آٹھویں صدی سے لیکر چودھویں صدی تک ان کا ان علوم پر مکمل قبضہ رہا، تاریخ کی کوئی کتاب اٹھا کر دیکھ لو سائینس کے اس دور میں یوروپین سائینسدانوں کا کہیں بھی ذکر نہیں ملتا، ہر طرف مسلمانوں کا غلبہ ہے۔

اسلامی تاریخ میں علم پھیلانے والا شخص وہ دانا انسان ہوتا ہے جس کو عرف عام میں حکیم کہا جاتا تھا عموماً ایسا شخص علم طب کا ماہر، یا مصنف، یا شاعر یا ریاضی دان یا علم ہیئت کا ماہر ہوتا تھا اب علم کی شاخیں اس قدر زیادہ ہوگئیں ہیں کہ کسی ایک حکیم کا ان تمام علوم کا ماہر ہونا ناممکن ہوگیا ہے، اب حکیم صرف ایک خاص علم کی شاخ کا ہی ماہر ہو سکتا ہے، مسلمانوں نے ایسے بہت سے حکیم (سائنسدان) پیدا کئے جن میں صرف انیس کا ذکر یہاں مقصود ہے

۱-جابر ابن حیان (721-815)

ابوموسیٰ جابر ابن حیان الغروی الطّوسی کو اسلامی علم کیمیا کا بانی کہا جاتا ہے، آپ کے آباؤ واجداد جنوبی عرب سے ہجرت کر کے کوفہ کے شہر میں آباد ہوئے تھے، آپ کے والد نے بنوامیہ کی حکومت کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا تھا، آپ کی پیدائش طوس شہر میں ہوئی زندگی کے کچھ سال یہاں گزارے جس کے بعد آپ کو عرب بھیج دیا گیا، عالم شباب میں کوفہ واپس آئے اور بغداد میں مستقل طور پر آباد ہو گئے، اس وقت ہارون الرشید کی حکومت تھی، عباسی حکومت کے وزیروں سے آپ کے تعلقات استوار ہوگئے اور جلد ہی آپ کی شہرت کیمیادان کے پھیل گئی، انگلش میں مستعمل الفاظ عربی سے ماخوذ ہیں: alchohol, alkali, elixir, alembic, syrup, gum abrabic

جابر کا مسلک شیعہ تھا، آپ چھٹے شیعہ امام جعفر الصادقؓ کے پیروکاروں میں سے تھے، جب برمکی خاندان کا زوال ہوا تو اس کا منفی اثر آپ پر بھی ہوا مگر المامون الرشید کے خلیفہ بننے پر آپ کی عزت بحال ہوگئی، آپ صوفیانہ خیالات رکھتے تھے، جابر کا نام لاطینی کتابوں میں GEBER آتا ہے، آپ کی درج ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں، Book of Mercy, The hundred & twelve book, The Seventy Book, Book of concentration, The book of Balance, and Book of Properties. -

یاد رہے کہ آپ نے سلفیورک ایسڈ اور نٹرک ایسڈ دریافت کیے تھے، اس کے علاوہ علم کیمیا میں آپ کے سنہرے کارنامے یہ ہیں:

(۱) کیمیکل ریسرچ پر آپ کی ٹھوس آراء
(۲) دھاتوں کے بننے کی جیالوجیکل وجوہات
(۳) تھیوری آف میٹلز
(۴) آرسینک یا لیڈ کاربونیٹ اور دوسری اشیاء کے بنانے کا طریقہ
(۵) فولاد بنانیکا طریقہ، چمڑے کو رنگنا، کپڑوں کو رنگنا
(۶) کپڑوں کو واٹر پروف کرنا یا آئرن کو محفوظ کرنا اور وارنش بنانا
(۷) شیشہ بنانے میں مینگا نیز ڈائی آکسائیڈ کا استعمال
(۸) سرکہ بنانیکا طریقہ
(۹) مقناطیس قوت کا موجود ہونا مگر اس کا وجود بیان نہ کر سکنا۔

جابر نے کیمیا کے علاوہ فلسفہ، منطق، طب، طبیعات، میکانیات کے موضوعات پر بھی اظہار خیال کیا، اگرچہ آپ کا خاص موضوع فلاسفی آف نیچر تھا جس نے بعد میں آنے والے بہت سارے مصنفین کے طرز فکر کو متاثر کیا، جن میں اسماعیلی مکتب فکر اور صوفی ازم قابل ذکر ہیں، آپ کی تصنیف کتاب البحث کا لاطینی ترجمہ Picatrix کے عنوان سے ہوا تھا، مزید معلومات کیلئے دیکھیں Chemistry in medieval Islam by E.J. Holmyard 1923, Jabir ibn Hayyan by Paul Kraus, Cairo, 1943

۲-یعقوب الکندی (801-873)

ابو یوسف یعقوب ابن اسحٰق الکندی کو فیلسوف عرب کہا جاتا ہے، آپ کے آباؤ واجداد ایک عرصہ سے کوفہ میں رہائش پذیر تھے جہاں آپ کے والد عباسی خلیفہ مہدی کے گورنر تھے، آپ کے زمانہ میں کوفہ سائینسی علوم کا مرکز بن چکا تھا، اوائل عمر میں آپ نے فلاسفی اور ریاضی

کا مطالعہ کیا مگر بغداد نقل مکانی کے بعد آپ کی توجہ فلاسفی کے علوم منتقل ہوگئی، اس وقت لاطینی زبان سے عربی زبان میں کتابوں کے تراجم کا دور شروع ہو چکا تھا، آپ کو سریانی اور کسی حد تک لاطینی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔

آپ نے ارسطو کی مابعد الطبیعات اور دینیات کا ترجمہ کیا، آپ کو کچھ عرصہ تک خلیفہ کے دربار میں اعلیٰ مقام حاصل رہا مگر زندگی کے آخری ایام تنہائی اور گمنامی میں گزارے۔

علم حساب میں آپ نے رسالہ فی اصلاح کتب اقلیدس لکھا، اس کے ساتھ علم نجوم کے بھی بے مثل ماہر تھے، علم الاعداد پر آپ نے چار کتب تصنیف کیں، مختلف علوم فنون پر جو کتابیں لکھیں انکی تعداد ۲۴۲ بنتی ہے، ایک مصنف عمر فاروق الطباع نے اپنی کتاب الکندی فیلسوف عرب میں ان کی ۲۷۰ کتابوں کی فہرست مہیا کی ہے، اکثر کتب اب ناپید ہیں، البتہ لاطینی اور عبرانی میں آپ کی کتب کے خاصے تراجم موجود ہیں۔

علم ہیئت میں آپ نے رصدگاہی نظام کی ابتداء کی، آپ نے ایک رسالہ ترتیب دیا جس میں چاند کی ۲۸ منزلیں بیان کی گئی ہیں، انہوں نے بتایا کہ چاند ۲۶ دنوں میں کتنی مسافت طے کرتا ہے، اور زمین پر اسکا طلوع و غروب کیوں ہوتا ہے، ایک اور رسالہ علل القویٰ المنسوبہ مرتب کیا، مغربی مستشرقین نے اعتراف کیا ہے کہ اس میں علم فلکیات پر بنیادی معلومات موجود ہیں۔

الکندی کو مسلمانوں کا سب سے پہلا فلاسفر کہا جاتا ہے، آپ نے فلاسفی، میڈیسن، نیچرل ہسٹری، ریاضی، طبیعات پر بھی اظہار خیال کیا، علم جغرافیہ میں آپ کی کتاب اس عنوان سے انگلش میں ترجمہ ہو چکی ہے، Description of the Inhabited part of the Earth. ایک مغربی مصنف کارڈانو Cardanus نے انسانیت کے بارہ عظیم انسانوں میں سے ایک مانا ہے؛ بلکہ بعض ایک نے آپ کو علم ہیئت میں آپ کی پیش رفت سے متاثر ہو کر اپنے عہد کا بطلیموس قرار دیا ہے۔

الکندی نے بہت ساری ٹیکنیکل ٹرمز ایجاد کیں جیسے مادہ، ہیولیٰ، عنصر، علم المناظر پر آپ کی کتاب فی الشعات، پٹنہ انڈیا کی ایک لائبریری میں موجود ہے، اس کی زندگی پر جی این عطیہ نے راولپنڈی پاکستان سے ایک کتاب ۱۹۶۶ میں شائع کی، جس کا نام فلاسفر آف دی عربز ہے۔

۳-ثابت ابن قرہ (826-901)

ثابت کا تعلق صابی قوم سے تھا جو باران (عراق) میں آباد تھی، اس قوم کے لوگ ریاضی اور اسٹرانومی میں ماہر جانے جاتے تھے، چنانچہ ثابت بھی ان دو علوم میں ماہر تھا، بعض مذہبی عقائد میں اختلاف کے بناء پر آپ کو فرقہ سے خارج کر دیا گیا تو آپ بغداد چلے آئے، راستہ میں آپ کی ملاقات ماہر ریاضی دان محمد ابن موسیٰ شاکر سے ہوئی جنہوں نے آپ میں چھپے گوہر کو پہچان کر اپنا شاگرد بنا لیا، ثابت نے جلد ہی شہرت حاصل کر لی اور خلیفہ کے دربار میں اسٹرانومر بن گیا۔

ثابت نے کثیر تعداد میں طب اور فلاسفی کی کتابوں کے تراجم کئے، آپ ایک مشاق مترجم تھے اسلئے بہت سی لاطینی اور سریانی کتابوں کے عربی میں تراجم کئے، نیز حنین ابن اسحٰق کے تراجم پر نظر ثانی کی، اس کے علاوہ خود بہت اعلیٰ قسم کے مقالہ جات اور کتابیں طبیعات، طب، اسٹرانومی، علم الاعضاء اور ریاضی پر لکھیں۔

ثابت نے جن لاطینی کتب کا عربی میں ترجمہ ان میں تین قابل ذکر ہیں: (1) Conis of Apollonius

(2) Several treatises of Archimedes

(3) Intro do arithmetic by Nicomachus

امریکہ میں ۱۹۶۰ء میں ثابت کے علم ہیئت کے کارناموں پر کتاب شائع ہوئی: The Astronomical worksof Thabit ibn Qurra, Berkley, California, by F. Carmody

٤-محمد ابن موسیٰ الخوارزمی (وفات ۸۶۳)

الخوارزمی کی پیدائش ازبکستان کے شہر خوارزم میں ہوئی، جس کا

موجودہ نام خیوا ہے، آپ سب سے پہلے عظیم مسلمان الجبرادان تھے جس کی شخصیت سے مسلمانوں میں اس سائینس کا آغاز ہوا، تاریخ کی کتابوں میں آپ کی زندگی کے حالات زیادہ قلم بند نہیں ہوئے تاہم یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کچھ وقت بغداد میں گزارا اور ہندوستان کا سفر بھی کیا، تاکہ ہندوستانی علوم سے بہرہ ور ہوسکیں، اسی زمانہ میں آپ نے ہندوؤں کی ریاضی کی کتاب سدھانت کا زیج السند ہند کے نام سے عربی میں ترجمہ کیا تھا۔

عباسی خلیفہ المامون نے بغداد میں سائنسی انسٹی ٹیوٹ بیت الحکمۃ کی بنیاد رکھی تھی، جس میں دنیا کے نامور سائنسدان ریسرچ کا کام کرتے تھے، خلیفہ نے سائینسدانوں کو تین پراجیکٹ ریسرچ کیلئے دئے:

(1) complete the geodetic measurement

(2) determine the size of the earth

(3) draw a large map of the world.

چنانچہ الخوارزمی نے دوسرے مسلمان سائینسدانوں کے ساتھ مل کر خلیفہ المامون کے حکم پر Degree of Arc کی پیمائش کی، ان سائنسدانوں نے زمین کا محیط ۲۰،۴۰۰ میل نکالا، اور زمین کا قطر ۶۵۰۰ میل نکالا، آپ نے بطلیموس کی کتاب جغرافیہ کو بنیاد بنا کر زمین کا نقشہ تیار کیا جو شاید کرہ ارض اور اجرام فلکی کا پہلا نقشہ تھا، مامون کی اکیڈمی کے آپ ممبر یوں بنے کہ آپ نے علم ریاضی پر ایک مقالہ لکھ کر بھیجا، جس کے بعد آپ کو رکنیت دے دی گئی، یوں تاریخ میں آپ پہلے شخص تھے جس نے مقالہ لکھنے کا طریق ایجاد کیا، یونیورسٹیوں میں مقالہ لکھنے کا یہ طریقہ اب باقاعدہ رائج ہے، بعد میں آپ اس اکیڈمی کے ڈائریکٹر بنے۔

آپ کا سائنسی شاہکار کتاب المختصر فی حساب الجبر والمقابلہ تھا جس سے الجبرا کے لفظ سے دنیا متعارف ہوئی، اس کتاب کا لاطینی ترجمہ ۱۱۲۶ء میں یوروپ میں ہوا تھا، لندن سے اس کا ترجمہ ۱۸۳۱ء میں شائع ہوا، جبکہ ایک اور انگریزی ترجمہ ۱۹۱۵ء نیویارک سے شائع ہوا، اٹھارویں صدی تک یہ کتاب یوروپ کی درسگاہوں میں نصاب میں شامل تھی، یاد رہے کہ الخوارزمی پہلا شخص تھا جس نے ہندسوں میں صفر کا اضافہ کیا، نیز الجبرا میں منفی کی علامت کو شامل کر کے اس علم کو بام عروج تک پہنچا دیا، صفر کی اہمیت کا اندازہ آج کی کمپیوٹر ایج میں ہوتا ہے؛ کیونکہ کمپیوٹرز میں صفر اور ایک کے ہندسے ہی تو آن یا آف کی حالت کو بیان کرتے ہیں۔

آپ کا دوسرا عظیم کام ہندوستانی ہندسوں کو اسلامی دنیا میں متعارف کرانا تھا، مغربی قوموں کو ان ہندسوں کا تعارف عربوں سے ہوا، اس لئے ان کو Arab Numerals کہا جاتا ہے، آج کی جدید دنیا میں تمام سائنسی ترقی ان ہندسوں کی مرہون منت ہے، آپ کا علم ریاضی پر اتھارٹی ہونے کا اس قدر اثر تھا کہ یوروپ میں آپ کے نام سے لفظ الگورزم algorithm اختراع ہوا، کمپیوٹر سائینس میں الگورزم کا استعمال بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔

علم جغرافیہ میں آپ نے ایک بسیط کتاب صورۃ الارض تصنیف کی، جو بطلیموس کے نظریات اور نقشوں کو بنیاد بنا کر لکھی گئی تھی، آپ کے فلکیاتی جدول اسلامی علم جغرافیہ میں سب سے بہترین مانے جاتے تھے، آپ کی تصنیف سے مسلمانوں میں علم جغرافیہ کا آغاز ہوا، اس کتاب کا ایک نسخہ ابھی تک سٹراس بورگ کی لائبریری میں موجود ہے۔

۵- محمد زکریا الرازی (865-925)

زکریا الرازی کو مغربی مصنفین نے اس کی میڈیسن میں اتھارٹی کی بناء پر عربوں کا جالینوس Arabic Galen کے لقب سے نوازا ہے، آپ دنیائے اسلام کے سب سے عظیم کلی نیکل فزیشن تھے، مغرب اور مشرق میں دنیا آپ کے نام سے واقفیت رکھتی ہے علم طب میں آپ کی اتھارٹی بوعلی سینا کے بعد دوسرے نمبر پر ہے، مگر پاور آف آبزرویشن زیادہ ہونے کی بناء پر آپ شیخ پر فوقیت رکھتے تھے، آپ ایک اچھے فزیشن، فزے سسٹ اور کیمیا دان تھے، یورپ کی لاطینی کتابوں میں آپ کا نام Rhazes لاطینی میں لکھا جاتا ہے۔

آپ کی پیدائش ایران کے شہر رے (موجودہ طہران کے قریب) میں ہوئی، جب آپ نے زندگی کے تیسویں زینہ پر قدم رکھا تو آپ نے موسیقی کو چھوڑ کر کیمیا میں ریسرچ کا کام شروع کر دیا، موسیقی میں عود بجانا آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا، کیمیا میں بھٹی پھونکنے اور تجربے کرنے سے آنکھوں کی بینائی میں کمزوری آنے پر آپ نے علم طب پر بھی دسترس حاصل کر لی، بطور طبیب آپ کی شہرت جلد ہی اس قدر پھیل گئی کہ آپ کو مقامی ہسپتال کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا اور اس کے بعد بغداد کے ہسپتال کے انچارج مقرر ہو گئے۔

عالی دماغ رازی نے علم طب کو بہت ترقی دی، اس نے فرسٹ ایڈ کا طریقہ پہلی مرتبہ جاری کیا، دواؤں کے صحیح وزن کیلئے آپ نے میزان طبعی Hydrostatic balance ایجاد کیا، اس کا سب سے بڑا کارنامہ چیچک پر تحقیق ہے، اس نے اس مرض پر کتاب الجدری والحسبہ لکھی Treatise on Smallpox and Measles جو اس موضوع پر دنیا کی پہلی کتاب ہے جو سینکڑوں برس تک یوروپ کے میڈیکل کالجوں کے نصاب میں شامل تھی، اس کتاب کا ایک ۱۸۵۵ء کا ایڈیشن کنگسٹن کی کوئینز یونیورسٹی میں بھی موجود ہے جس کا مطالعہ راقم نے بالاستعاب کیا ہے، ۱۸۶۶ء تک یہ کتاب چالیس مرتبہ شائع ہو چکی تھی۔

الکحل کا موجد بھی رازی تھا، علم جراحی میں اس نے ایک کارآمد آلہ بنایا جس کو نشتر Seton کہتے ہیں، میڈیسن میں اسکی مشہور ترین کتاب الحاوی Continens ہے جو علم طب کا انسائیکلو پیڈیا ہے، یہ کتاب مغرب کی یونیورسٹیوں میں ایک عرصہ دراز تک درسی کتاب کے طور پر پڑھائی جاتی رہی، آپ کی دوسری مشہور کتاب المنصوری ہے، البیرونی نے آپ کی کتابوں کی جو فہرست تیار کی اس کے مطابق ان کی کل تعداد ۱۸۴ بنتی ہے، یہ مکمل فہرست جرمن زبان میں Schriftenal=Razi 1924 کے نام سے شائع ہوئی تھی۔

رازی کی بلندی فکر کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۱۳ء میں لندن میں بین الاقوامی طبی کانگریس کا اجلاس جب منعقد ہوا تو اس میں رازی اور اس کے فن طب پر مقالہ جات پڑھے گئے اور اسے طب کا امام تسلیم کیا گیا، پھر ۱۹۳۰ء میں رازی کی ہزار سالہ برسی پیرس (فرانس) میں پوری شان و شوکت سے منائی گئی اور اسے طبیب اعظم قرار دیا گیا، علامہ اقبال نے رازی کا ذکر اپنے ایک شعر میں یوں کیا ہے:

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی

٦- ابو نصر الفارابی (870-950)

الکندی کے بعد آپ اسلامی دنیا کے عظیم فلاسفر تھے، آپ کی پیدائش ترکستان کے شہر الفاراب میں ہوئی، آپ کے والد آرمی کے جرنیل تھے، اس لئے آپ کی تعلیم کیلئے بہترین اساتذہ مقرر تھے، آپ کو متعدد زبانوں پر عبور حاصل تھا جن میں ترکش، عربی، فارسی قابل ذکر ہیں، آپ نے زندگی کا کافی حصہ بغداد میں گزارا جو اس وقت علوم کا بین الاقوامی مرکز تھا، یہاں بیس سال گزارنے کے بعد آپ شام کے شہر الیپو (Aleppo) چلے گئے، جہاں سیف الدولہ نے آپ کو اپنے دربار میں لے لیا، ساری زندگی عزت اور شہرت میں گزاری، آپ کی وفات دمشق میں ہوئی تھی۔

آپ وہ پہلے سائینسدان تھے جس نے سائنسی علوم کی درجہ بندی کی اور ہر علم کی حدود مقرر کیں، اس لئے آپ کو مغرب میں سیکنڈ ٹیچر (معلم ثانی) کا لقب دیا گیا جبکہ ارسطو فرسٹ ٹیچر تھا، آپ نے سب سے پہلی بار ارسطو کی کتابوں کی تفسیر لکھی، آپ نے ستر کے قریب کتب تصنیف کیں جن میں سے نصف کے قریب منطق پر تھیں، بے شک اسلامی دنیا میں آپ منطق کے علم کے بانی تھے، آپ نے بطلیموس کی مشہور کتاب المجسطی کا ترجمہ کیا، نیز ارسطو کی کتاب Organon کو پیرا فریز کر کے لکھا، یوں آپ نے یونانی فلاسفی کو اسلامی ممالک میں متعارف کیا۔

الفارابی نے کتاب میٹا فزکس کی جو تفسیر لکھی تھی اس کو پڑھ کر بوعلی

سینا کو میٹا فزکس کے علم پر دسترس حاصل ہوئی، آپ نے فزکس، ریاضی، اخلاقیات اور سیاسی فلاسفی پر بھی کتابیں زیب قرطاس کیں، آپ صوفی ازم پر یقین رکھتے تھے آپ کے تمام علمی شاہکاروں میں صوفی ازم کا اثر نظر آتا ہے، آپ کے شاگرد یحییٰ بن عدی 974-893 نے سریانی سے عربی میں تراجم کا کام کیا، آپ نے تراجم کے کام کے علاوہ سایکالوجی اور میٹا فزکس پر بھی قلم اٹھایا، آپ کی کتاب رسالہ فصوص الحکم نیز رسالہ فی مبادی آراء اہل المدینہ الفاضلہ (دی ماڈل سٹی) بہت مشہور ہیں، کتاب العلوم سائینس کی کلاسفی کیشن پر کتاب ہے، موسیقی پر آپ نے کتاب الموسیقی لکھی، اس کے علاوہ آپ کی تصنیف مفاتح العلوم بھی لائق ذکر ہے۔

۷-ابو محمود الخو جندی (وفات ۱۰۰۰ء)

آپ ریاضی اور علم ہیئت کے زبردست ماہر تھے، علامہ نصیر الدین طوسی نے ذکر کیا ہے کہ آپکا لقب خان تھا آپ بو وید حکمران فخر الدولہ (۹۹۷/ ۹۷۶ء) کے دربار میں شامل تھے، آپ کی تصنیف رسالہ فی المیل و ارض البلاد المشرق (بیروت ۱۹۰۸) سب سے مشہور ہے، الطّوسی نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے قانون الھئیہ (سائن تھیورم) درفت کیا تھا اگرچہ اس کا کریڈٹ ابی نصر کو بھی دیا جاتا ہے، آپ نے رے (طہران) کے نزدیک ایک پہاڑ جبل التروک پر ایک انسٹرومنٹ بنایا جسکا نام السدس الفخری sixth of a circle تھا۔ البیرونی نے کہا ہے کہ اس آلہ ہیئت پر ہر ڈگری کو ۳۶۰ مساوی حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا each degree ws subdivided into 360 equal parts and each second portion was distinguished on the scale دنیا میں یوں سیکنڈ کا استعمال شروع ہوا، یہی انسٹرومنٹ مراغہ کی رصد گاہ (۱۲۶۱ء) میں بھی تعمیر کیا گیا تھا، یہ آلہ بہت بھاری وزن کا تھا اس لئے زمین میں دھنس جاتا تھا۔

الخو جندی نے ایک اور انسٹرومنٹ آلہ الشمیلہ بنایا جسکا مقصد سیاروں کا مشاہدہ کرنا تھا، اس نے دوسرے ہیئت دانوں کے ایک گروپ کی موجودگی میں ایک تجربہ کیا اور determined the obliquity of the ecliptic اس طرح کے اور دیگر تجربات آپ نے زیج الفخری میں جمع کر دئے جس کی ایک کاپی ایران کی پارلیمنٹ کی لائبریری میں موجود ہے، آپ کی زیج (یعنی ہیئت کے جدول) اس کتاب میں دیکھے جا سکتے ہیں A survey of Islamic astronomical tables by E.S. Kennedy, 1956 American Physical Society.

۸- ابو الحسن المسعودی 956-912

آپ اسلامی دنیا کے سب سے عظیم تاریخ دان تھے، آپ کی پیدائش بغداد کے قریب ہوئی، آپ نے بہت سے مما لک کا سفر کیا جن میں ایران، سینٹرل ایشیا، ہندوستان، اور مشرق قریب شامل ہیں، زندگی کے آخری دس سال شام کے ملک میں اور کچھ سال مصر میں گزارے جہاں آپ کی وفات ہوئی، آپ طبری اور یعقوبی کی طرح آفاقی سائینسدان تھے آپ کا ہسٹاریکل انسائیکلو پیڈیا المدائن الجواہر اس ضمن میں بہت مشہور ہے جس کا انگلش میں ترجمہ ۱۸۴۱ء میں سپرنگر نے لندن سے شائع کیا، اس کتاب میں آپ نے ۹۵۵ء میں آنیوالے زلزلہ کا ذکر کیا ہے، نیز بحیرہ مردار کے پانی کا لکھا اور پن چکیوں کا بھی ذکر کیا، یہ کتاب فی الحقیقت جیوگرافی کا انسائیکلو پیڈیا ہے، ایک بات اس سے یہ ثابت ہوتی ہے پن چکی مسلمانوں نے ایجاد کی تھی، ولئیم میور کی کتاب کے مطابق حضرت عمر الفاروق (وفات ۶۴۴ء) کے زمانہ میں پن چکی موجود تھی، آپ ایک مانے ہوئے جیالوجسٹ، ہسٹورین، اور نیچرل ہسٹورین تھے آپ کی کتاب التنبیہ والاشراف سے آپ کے فطرت کے بارہ میں نظریات معلوم ہوتے ہیں، یہ کتاب آپ کی فلاسفی آف نیچر کا نچوڑ ہے۔

۹- ابو علی الحسین ابن سینا (1037-980)

حکیم ابن سینا کا لاطینی میں نام AVICENNA ہے، آپ کے ہم عصر سائنسدانوں نے آپ کو شیخ الرئیس کا لقب نوازا تھا، اسلامی دنیا میں آپ سب سے عظیم فلاسفر، ماہر طبیب اور سائینسدان تھے، آپ کی

پیدائش بخارا کے نزدیک سینٹرل ایشیا میں افشانہ کے مقام پر ہوئی، دس سال کی عمر میں آپ گرائمر، لٹریچر، تھیالوجی پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ قرآن بھی حفظ کر چکے تھے، ۱۶ سال کی عمر میں آپ نے طب کا کام شروع کیا جلد ہی آپ کی شہرت دور ونزدیک پھیل گئی، آپ جہاں جاتے لوگ جوق در جوق جمع ہو جاتے اور استقبال کرتے، کچھ عرصہ آپ نے شہرے (نزد طہران) میں قیام کیا جہاں آپ سمانید بادشاہ کے ذاتی کتب خانے کے انچارج مقرر ہوئے، یہاں آپ کو نادر کتب پڑھنے کا موقعہ ملا، کچھ عرصہ آپ ہمادان میں وزیر کے عہدہ پر متمکن بھی رہے، پھر چند سال اصفہان میں گزارے جہاں آپ شاہی طبیب رہے مگر قولنج سے علیل ہوتے ہی ہمادان واپس آ گئے جہاں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

آپ میں قوت تحریر رشک کی حد تک تھی، آپ کے اشہب قلم سے ۲۵۰ کتب منظر عام پر آئیں، بعض کتب اس حالت میں تحریر کیں کہ آپ گھوڑے پر سوار بادشاہ کے ساتھ جنگ میں جا رہے ہوتے تھے، آپ میں ذہنی ارتکاز کی قوت غضب کی تھی، آپ کی کتابوں میں سے شاہکار کتاب القانون فی الطب Canon of Medicine ہے، جو ۱۵۹۳ء میں روم سے اصل زبان میں شائع ہوئی، یہ کتاب امریکہ سے ۱۹۵۵ء میں پورٹ لینڈ (آریگن) سے Eric Schroeder نے شائع کی، اس میں ۷۶۰ ادویہ کے بنانے کا طریق بیان کیا گیا ہے، اس کتاب کے لاطینی ترجمہ کے بعد یہ چھ سو سال تک مغربی درسگاہوں میں پڑھائی جاتی رہی، یہ میڈیسن کا انسائیکلو پیڈیا ہے، جو دس لاکھ الفاظ پر مشتمل ہے اور پانچ جلدوں میں ہے۔

کتاب الشفاء بھی ایک علمی شاہکار ہے جس میں فلاسفی، منطق، زولوجی، باٹنی، ریاضی اور نیچرل سائینس پر اعلیٰ مقالے ہیں، لاطینی میں اسکا ترجمہ Sufficientia کے نام سے ۱۱۸۰ء یوروپ میں ہوا آپ کے خیالات سے بہت سے مغربی دانشوروں جیسے سینٹ ٹامس، میگنس، ڈن سکوٹس اور راجر بیکن نے فائدہ اٹھایا، مثلاً آپ نے امام کی جو خصوصیات بیان کیں وہی راجر بیکن (1214-92) نے پوپ کے مقدس عہدہ کیلئے بیان کیں تھیں، تیرھویں صدی میں یوروپ میں فلاسفر کا مطلب ہوتا تھا کہ ایسا شخص ضرور مسلمان ہوگا، علم مساحت میں آپ نے ایک آلہ ایجاد کیا جسے Vernier کہا جاتا ہے۔

آپ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس میں نکھار پیدا کر دیا آپ کے نظریات صاف، صحیح، مدلل اور قائل کرنیوالے ہوتے تھے، مثلاً القانون میں آپ نے درد کی پندرہ قسمیں بیان کیں ہیں، نیز بہت سی بیماریوں کا علم خود اپنے ذاتی مشاہدہ کے بناء پر بیان کیا، جیسے پانی اور مٹی سے بیماری کا پھیلنا، کھال کے بیماریاں، جنسی بیماریاں، اعصابی اور نفسیاتی بیماریاں (یعنی سائیکالوجی) علم الاعضاء آپ پہلے سائنسدان تھے جس نے پانی میں جراثیم کا نظریہ پیش کیا، آپ کی کتابوں کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے، جیسے کتاب البر والاثم، کتاب الحاصل والمحصول، کتاب الانصاف، کتاب القولنج، لسان العرب، کتاب المباحثات، مقالہ فی آلات رصدیہ، مقالہ فی الاجرام السماویہ، کتاب دانش علائی، مسائل جنین فی الطب، کتاب النجاۃ، مغرب میں آپ کو پرنس آف فزیشن کا خطاب دیا گیا، جبکہ اسلامی دنیا میں آپ کو شیخ الرئیس کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

جارج سارٹن کے الفاظ میں Most famous scientist of Islam, and one of the most famous of all races, places and times (Hist of science ,page 709)

گزارش

ماہنامہ نقوش اسلام ایک دینی، دعوتی، تاریخی، معلوماتی، ادبی اور اصلاحی رسالہ ہے، اسے خود بھی پڑھیئے اور اپنے زیادہ سے زیادہ احباب کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دیجئے، اس کی سال بھر کی ممبری فیس صرف ۱۰۰ ر روپیہ ہے۔ (ادارہ)

سیرت وسوانح

کاتب مفکر اسلام مولانا نثار الحق ندویؒ اپنے رب کے حضور میں

حافظ عبدالستار عزیزی مہتمم جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات، مظفر آباد

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نور اللہ مرقدہ کے کاتب خاص مولانا نثار الحق صاحب ندوی ۹ رذی الحجہ ۱۴۲۸ھ لکھنؤ میں انتقال کر گئے، اور ان کی تدفین ان کے شیخ کے وطن تکیہ کلاں رائے بریلی میں ہوئی، مولانا موصوف انتہائی خلیق، ملنسار، شگفتہ دل، نرم خو، مرنجا مرنج طبیعت کے حامل انسان تھے، انہوں نے چونکہ حضرت مفکر اسلام کی خدمت میں تقریباً چالیس سال گزارے ہیں، اور ۴۰ر کے عدد کو تربیتی اور دعوتی ماحول میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے، اس لیے مولانا موصوف نے چالیس سال کی مدت میں مفکر اسلام سے کیا کچھ سیکھا ہوگا، جہان دیدہ، ربانی عالم، امام المسلمین، مفکر اسلام مصنف یگانہ، مؤرخ کبیر، مجدد وقت کی کیا کیا خصوصیات انہوں نے اپنائی اور اخذ کی ہوں گی، اس کا اندازہ ہر صاحب خرد و دانش لگا سکتا ہے، مفکر اسلام نے ۱۳۸۰ھ کے بعد سے ۱۴۲۰ھ تک جتنی بھی کتابیں تصنیف کیں، سب کی کتابت اور مسودہ کو بیضہ کی شکل دینا، سب مولانا موصوف کی سعادت ہے، اس پر مستزاد حضرت مفکر اسلام کی روز آنہ کی ڈاک جس کی تعداد کبھی کبھی چالیس پچاس تک ہو جاتی تھی، اس کو لکھنے کی سعادت بھی آپ ہی کے حصہ میں آئی ہے، خاص مضامین، خاص خطوط اور خاص دستاویز حضرت مفکر اسلام آپ سے ہی لکھواتے تھے، بعض مرتبہ مولانا کے سفر پر ہونے کی وجہ سے خاص تحریروں کے سلسلہ میں حضرت مفکر اسلام کو مولانا کی آمد کا انتظار بھی کرنا پڑا ہے، اور پھر مولانا موصوف کی آمد پر وہ تحریریں لکھی گئیں، حضرت مفکر اسلام کو آپ پر انتہائی اعتماد تھا اور آپ نے بھی اس اعتماد میں زندگی بھر کوئی کمی نہیں آنے دی، بعض مرتبہ مخصوص تحریروں کے بارے میں بعض لوگوں نے مولانا موصوف سے پوچھنا چاہا، مگر مولانا نے یہ کہہ کر پیچھا چھڑا لیا کہ مجھ کو یاد نہیں رہتا۔

مولانا نثار الحق صاحب ندوی نے سلوک وطریقت کے منازل بھی طے کئے، اس سلسلہ میں انہوں نے سب سے پہلے اپنا ہاتھ حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ کے دست حق پرست میں دیکر ان سے بیعت کی تھی، اس کے بعد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری سے بیعت کا تعلق قائم کیا، اور حضرت کی وفات کے بعد تو پھر حضرت مفکر اسلام سے بیعت ہو کر بس انہیں کے ہو کر رہ گئے تھے، پھر حضرت مفکر اسلام کا حکم ان کی خواہش اور ان کی چاہت ہی مولانا موصوف کی چاہت وخواہش ہوتی تھی۔

مولانا موصوف کو روحانی سلسلہ میں حضرت رائے پوری کے ایک خلیفہ صوفی انعام اللہ صاحب لکھنؤ والے نے اپنا اکلوتا خلیفہ بنایا تھا، خلافت کی اس امانت کو سادات کے ایک فرد نیک، صالح عالم دین حضرت مولانا محمد حمزہ حسنی ندوی ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ کے سپرد کر کے اپنے رب کے حضور چلے گئے، حضرت مفکر اسلام کی خدمت میں رہتے ہوئے انہوں نے عامۃ الناس کی بھی بڑی خدمت کی ہے، انہوں نے ہزاروں کو فائدہ پہونچایا، اپنی جھاڑ پھونک اور روحانی دولت کے ذریعہ خلق کثیر کو فائدہ پہونچایا، چونکہ مفکر اسلام تو اپنے علمی اور اہم کاموں میں مشغول رہتے تھے، اس لیے تعویذ وغیرہ کے سلسلہ میں آنے والے لوگوں کو مولانا ہی سیراب کرتے تھے اور اس سلسلہ میں

ان کے خاص استاذ مولانا حبیب اللہ سلطان پوریؒ تھے، اس کے ساتھ ساتھ مولانا کا درس وتدریس کا بھی مشغلہ رہا ہے، آپ نے تقریباً ۸/ سالوں تک دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بھی درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں آپ کی تدریس دو مرحلوں میں ہوئی، ایک تو ۱۹۴۶ء سے ۱۹۵۰ء تک، پھر دوبارہ ۱۹۶۱ء سے ۱۹۶۵ء تک، اس طرح تقریباً ۸/سال تک آپ نے دارالعلوم میں درس کے فرائض انجام دئے، اس زمانہ کے ابتدائی عربی درجات کے آپ کے شاگردوں میں حضرت مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی معتمد تعلیم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور حضرت مولانا ڈاکٹر تقی الدین اعظمی ندوی قابل ذکر ہیں۔

مولانا موصوف نے ابتدائی تعلیم مدرسہ بدر یہ نگرام لکھنؤ میں حاصل کی، اور اعلی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تشریف لائے، یہاں آپ کی تعلیم مکمل ہوئی، آپ کے بعض مشہور اساتذہ میں سے ندوہ کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا شاہ حلیم عطا سلونویؒ اور حضرت مولانا محمد ناظم ندویؒ، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اور مفتی محمد سعید صاحب اعظمیؒ ہیں۔

مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ خاندانی طور پر بھی ایک اعلی نسبت سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھتے تھے، اس طرح سے آپ عثمانی بھی تھے، مولانا کی ولادت بہار کے ایک علاقہ سیوان میں ۱۹۲۸ء میں ہوئی، اس طرح آپ کی عمر تقریباً ۷۹/سال ہوئی، اللہ تعالی مولانا کی بال بال مغفرت فرمائے اور درجات کو بلند فرمائے اور اپنے اعلی علیین میں مقام رفیع نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

تو جہاں میں اوج رفعت کی نشانی بن گیا
رشک کے قابل ہوا ہے تیرے مستقبل کا حال

خوشخبری

جنت میں اپنا گھر بناؤ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد ضلع سہارنپور (یوپی) کے ادارہ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ کیجا مع مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے، اس لیے خاص طور سے مخیّرین حضرات اس کی طرف توجہ فرمائیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ جس شخص نے مسجد بنوائی یا مسجد کے بنوانے میں حصہ لیا تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں ایک عالیشان عمارت تیار کر دیتے ہیں، جیسا کہ حدیث کے الفاظ میں یوں بیان کیا گیا ہے: "من بنى لله مسجدا بنى الله له بيتاً فى الجنة " جس نے اللہ کے واسطے کوئی مسجد بنائی تو اللہ تعالی جنت میں اس کے لیے ایک گھر تعمیر کرتے ہیں۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ جس شخص نے مسجد تعمیر کروائی یا اس میں کسی طریقے سے مالی امداد کی تو مرنے کے بعد یہی وہ چیز ہے جو فائدہ پہنچائے گی؛ کیونکہ انسان کے مرنے کے بعد دنیا کے سارے تعلقات یکسر ختم ہو جاتے ہیں، صرف تین چیزیں رہ جاتی ہیں جن سے بندے کو مرنے کے بعد فائدہ پہنچتا ہے، ان میں سے ایک صدقہ جاریہ بھی "یعنی کسی مسجد کا بنوانا یا اس میں مالی امداد کرنا وغیرہ" لہٰذا اس جامع مسجد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر صدقہ جاریہ میں شامل ہوں، جو آپ کے مرنے کے بعد کام آئے گا۔

اس لیے تمام حضرات سے مخلصانہ درخواست کی جاتی ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں جو حضرات اپنا گھر جنت میں بنانا چاہتے ہوں تو وہ اس مسجد میں دل کھول کر تعاون فرمائیں، تعاون چاہے نقد سے ہو، سمینٹ یا سریا کے ذریعہ ہو یا اینٹ وغیرہ کے ذریعہ ہو، جس میں سہولت ہو مدد فرمائیں اور جنت میں اپنا گھر بنوائیں۔

چیک یا ڈرافٹ پر یہ لکھیں Markazu Ihyail Fikril Islami

Markazu Ihyail Fikril Islami Muzaffarabad. Saharanpur(U.P)775452

توحیدواتحاد

علمائے اسلام
ان کی ذمہ داریاں اوران کے خیالات

مولانا محمد سلمان ندوی جامعہ امدادیہ فریدی پور، لکھنؤ

آج کے اس مادی پسند دنیا کے عالم اسلامی میں مادیت، دہریت، الحادیت اور لامذہبیت پسندانہ جو تیز وتند ہوائیں چل رہی ہیں، اس میں حق پسندی، صداقت طلبی، نیکی وپرہیزگاری، خداترسی، راست بازی، امانت ودیانت اور علم دوستی کے ٹمٹاتے چراغوں کو روشن کرنا اور مشتعل رکھنا اسلام کے علمبردار، عصر حاضر کے علماء دین وشرع متین کے سر ہی ہے، یہی وہ زمرہ ہے جس کی علمی وعملی کڑی فاقہ کشی معلم، امت کے برہان عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور احوال وتقاریر سے، جانثار ستاروں کے مانند چمکتے دمکتے صحابہ کی نشست وبرخاست سے اور بعد اس عہد کے خوش بختوں سے جڑی ہوئی ہے، یہی وہ جماعت ہے جو وارث علم ہے "العلماء ورثة الانبياء انما العلماء لم يورثوا دينارا ولادرهما" جنہیں نبیوں سے سوائے علم کے اور کوئی شئی نہیں ملی، قرآن کے بیان کردہ اسلوب میں انہیں "اولی الامر" کے ممتاز ونمایاں تمغہ سے نوازہ گیا۔

اولی الامر کے متعلق مایہ ناز مفسرین کرام کا خاصا اختلاف اور مختلف اقوال ہیں کہ اس سے کونسی خوش قسمت جماعت وگروہ مراد ہے؟ باعتبار لغت "اولی الامر" وہ ہیں جن کے زیر ملکیت کوئی انتظامی وانصرامی امور ہوں، انہیں باتوں کے فقہا ومفسرین نے فرمایا کہ اولی الامر کے مصداق علماء کرام ہیں، درحقیقت علماء دین نائب رسول صلوۃ اللہ والتسلیم امت کی اجتماعی ومعاشرتی مصالح کے بندوبست اور اس کی آراستگی اور نگہداشت کرتے ہیں، یہی قول تاج المفسرین امام التفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اور حضرت حسن بصریؒ کا بھی ہے۔(معارف القرآن جلد ۲)

بعد اطاعت خدا اور اس کے جن کی اطاعت اسلامی نظام میں مسلمانوں پر واجب ہے وہ ان "اولی الامر" کی اطاعت مقصود ومطلوب ہے جو خود مسلمانوں میں سے ہوں، اولی الامر کا مفہوم ان تمام کو شامل ہے جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں، خواہ وہ ذہنی وفکری رہنمائی کرنے والے علماء ہوں، یا سیاسی رہنمائی کرنے والے لیڈران، یا ملکی انتظام واہتمام کرنے والے حکام، یا عدالتی فیصلہ کرنے والے جج، یا تمدنی ومعاشرتی امور میں قبیلوں، بستیوں اور محلوں کی سربراہی کرنے والے شیوخ اور دیگر سرداران قوم جب کہ ان تمام کے اقوال وافعال کا ملاپ خدا کے احکامات اور نبی اللہ والتسلیم کے ارشادات وفرمودات سے ہو، اگر صورت حال اس کے برعکس ہو تو ان کی پیروی جائز نہیں ہے۔(تلخیص تفہیم القرآن)

ان باتوں کے پیش نظر علماء پر بڑی بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، آج جب کہ مغربی اثر ورسوخ اور غیر اسلامی اثرات کی چھاپ ہے، تو ایسے پرفتن وپرسوز حالات میں اپنی تمام تر ذمہ داریوں کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے چاہئے کہ قرآن واحادیث پر ایک تحقیقانہ وتفکرانہ نظر رکھیں اور بے کم وکاست اور زیب داستاں کے لیے کچھ ملائے بغیر اس کے احکام وپیغامات کو ہر اس شخص کو بہم پہنچائیں جو بے راہ روی کے شکار ہیں، اسلامی تعلیمات سے کوسوں دور ہیں اور انہیں جن کے دلوں میں یہ خیالات رچ بس گئے ہوں کہ اسلام ایک فرسودہ سوچ وفکر کا نام ہے، اس کے احکامات فرسودہ وپرانے ہوگئے، اس کے پاس اب کوئی ایسا نسخۂ کیمیا باقی نہیں رہ گیا ہے کہ جسے استعمال کرکے وہ اپنی سابقہ شان

وشوکت اوررعب ودبدبہ کی کرسیوں پر متمکن ہو سکے، نہ اس کے ایسے ایسے وسائل وذرائع ہیں جن سے جدید امور کے مسائل کی گھتیاں سلجھایا جاسکے، پس ایسے فرسودہ خیالات لوگوں کے قلوب واذہان میں جوبیٹھیں چور ہیں اسے اپنی گرفت میں لیں، اوراس کے چوردروازوں کو بند کریں، اوران کے دلوں میں یہ روشن خیال جاگزیں کردیں کہ اسلام توایک ازلی وابدی نظام واصول کا نام ہے، اوراس سے بھی آشکارااور روشناس کرائیں کہ اسلامی تعلیمات اس کی نصائح، اس کی سوسائٹیز اور کلچروتہذیب اورمغربی تہذیب وتمدن اوراس کے افکاروخیالات دونوں ایسی کشتیاں ہیں جو بالکل مخالف سمتوں میں رواں دواں ہیں، ایک کشتی سوار کو لامحالہ دوسری کشتی چھوڑنا ہی پڑے گی، اورحق گوئی، بے باکی اورراست بازی کے لیے قمقمے اوراس کی قندیلیں اپنے اندرروشن کریں اوراس کی ترغیب وترہیب سے بھی عوام الناس کو ہمکنار کریں، نقش توحید کا ہردل پہ بٹھائیں اور باطل افکاروخیالات کے ازالہ کی تدبیروطریقہ کار تلاش کریں اور یہ بھی یادرکھیں کہ اب وہ عہد نہیں رہ گیا کہ بحث ومباحثہ اورمناقشہ بازی کا بازار گرم کیا جائے کہ رفع یدین اورترک رفع یدین اسلامی وفقہی نقطۂ نظر سے بالکل ازحد لازم وضروری ہے، آمین بالجہر ہے یااسی طریقہ سے بالسر، ضرورت تواب اس بات کی ہے کہ کوئی ایسا عملدرآمد کریں جس سے اٹھتے مغربیت کی چنگاریوں کوشعلوں میں تبدیل نہ ہونے دی جائے اور یہ سعی وکوشش کریں کہ تمام باطل افکار وخیالات کواسلامی رنگ میں رنگ جائے۔

اب یہ باتیں چاہئے بہت ہی دلغراش کیوں نہ ہوں؟ مگراس کے پس منظر علماء میں پھیلے زہر کے لیے سامان تریاق وعبرت ضرور ہے، اورانہیں باتوں کے توسط سے جو بدعنوانیاں اور بددیانتیاں پھیلی ہیں اس کی طرف توجہ ان کی مبذول کرانی نہایت ہی توجہ طلب امور ہیں کہ ان کی پندونصیحت میں کوئی ایسا دم خم کیوں نہیں ہے جوان کے اسلاف کے اقوال اوران کی نصائح میں تھے، وہ اپنی باتوں پر جم کراستقامات کا ثبوت دیتے تھے، اوراپنے مطمح نظر میں ایک مقصد کے حامل تھے، لیکن کیوں آج کے علماء بے مقصدیت کے شکار ہیں اوراپنے مطمح نظر سے، اپنے حقائق سے اوراپنے فرض منصبی سے صرف نظر کیوں کررہے ہیں، وہ جس ڈگر پر گامزن ہیں وہ متزلزل اورلرزہ براندام ہے، اس کے قرار کی کوئی صورت نظرنہیں آتی، اور جب جب بھی دور حاضر کے پرفتن معاشرہ پرطائرانہ نظرڈالتے ہیں تو یہ مناظر کھل کرسامنے آتے ہیں، کہ ان کے بہت سے اقوال وافعال ایسے ہیں جو شرع اسلام سے ہم آہنگ ہیں اورنہ ہی سماج کے اس طبقہ سے جو کچھ بھی سوچ وفکراورعقل وخرد رکھتا اورمہذب وسائستہ ہو، اور بہت سے ایسے علماء ہیں جہاں نظر ڈالیں وہیں ان کے اعمال واقوام سے تصادم کے واقعات رونما ہوتے نظرآتے ہیں، یہ سن کراورمشاہدہ کرکے بہت سے ایسے سوالات قلوب واذہان میں گردش کرنے لگتے ہیں جن کے جوابات تو جوابات، جوابات کے متبادل بھی نظرنہیں آتے ہیں، وہ یہ کہ سماج معاشرہ میں جنہیں حکام وافسران کا مقام حاصل ہے ان کے کردار واعمال ایسے کیسے ہوگئے جیسے شرپسندوں کے ہوتے ہیں، وہ رہبران قوم وملت، حامی قرآن وسنت اور ماحیٔ کفروضلالت ہی نہیں بلکہ صف اول کے رہبر، رہبراسلام پھربھی ان کی شان وشوکت پردھندلی سیاہی کیوں پڑی ہے؟ ان کی عزت ووقار خاک میں کیوں ملتی جارہی ہیں؟ ان پر چہارسمت سے انگشت نمائی کیوں کی جارہی ہے، ان سوالات کے جوابات کے لیے اگرکوئی عریضہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے تو مجھے ایسی ہی امید ہے کہ میری طرح آپ بھی نفی میں سرہلادیں گے، پس علماء کوچاہئے کہ اپنے اعمال وکردار سے ایسے ایسے سوالات فراہم نہ کریں کہ ان کے جوابات کے لیے منھ کھانی پڑے، اس لیے دست بستہ بہت ہی ادب واحترام کے ساتھ علماء سے عاجزانہ، مخلصانہ اورمتضرعانہ درخواست پیش کرتے ہیں کہ خدارا مذکورہ امور کی جانب توجہ دیں اوراپنے اندر سے باہمی نفرت وکدورت اوررنجش وپھوٹ کو نکال پھینکیں اورخصوصاً علماء صاحبان جنہوں نے اپنے ذمہ امورتنظیمی وتبلیغی لی ہیں انہیں چاہئے کہ ان تنظیموں سے متعلق جو بھی امور ہیں

انہیں سرتاسر نبھائیں اوران سے پہلوتہی اختیار نہ کریں، اورکسی بھی امر کے انجام دہی کے لیے پیش قدمی کریں تو اس میں انابت الی اللہ اورخشیت الٰہی مدنظر ہوکیوں؟"انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء" کی تفسیر اس طرح بیان شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے کہ جس میں خشیت نہ ہووہ عالم ہی نہیں۔(تفسیر مظہری)

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا"من لم یخش فلیس بعالم" اورحضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا"انما العالم من خشی اللّٰہ" عالم تو وہی ہے جو اللہ سے ڈرے۔

اصلاح امت کے سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نہایت ہی حکیمانہ ارشاد ہے"صنفان اذا صلحا صلحت الامۃ وإذا فسد فسدت الامۃ السلطان والعلماء" دوجماعتیں ایسی ہیں جن کی اصلاح میں امتوں کی اصلاح کے راز پنہاں ہے وہ ہیں حکمراں اورعلماء۔

آخیر میں یہ سوچ رہاہوں کہ اس سلسلہ میں یہ بات بتانی قابل بیان ہے، پس میں عرض کئے دیتاہوں کہ علماء کو چاہئے کہ اسے ذہن نشیں کرلیں کہ غیرمسلم مشاہیر اورنامورشخصیات کی جومدح وسرائی ہوتی ہے اسلام کی صداقت وبلندی کے متعلق اسے علماء طول دینا اوراپنی تحریر وتقریر میں زوروں سے شہرت دینا فخر سمجھتے ہیں کہ مسٹر جارج برناڈ شاہ کا قول یہ ہے، فلاں صحافی غیرمسلم اورمغربیت زدہ ہے پھربھی اس کا یہ قول اسلام کی صداقت پرمبنی ودال ہے، آپ غور کریں جس کی زبانی مدح وسرائی کی تصدیق اس کا زنگ آلود دل نہیں کرتا ہے تو ایسوں کے اقوال کا اعتبار ہی کیا، ان کی وقعت تو ایک ریت کے تودہ سے بڑھ کر نہیں کہ ہوا جہاں چاہے انہیں اڑا کر پھینک دے، اگر یہ سچائی وصداقت ان کے دل میں راسخ وجامد ہوتے تو یہ کیونکر مشرف بہ اسلام نہ ہوتے؟ کیا یہ بجااورممکن ہے کہ کوئی مرچ کی کرواہٹ کا معترف نہ ہوتو وہ مرچ نہیں؟ اسی طرح کوئی شہد کی شیرنی کا منکر ہوجائے تو شہد سے اس کی شیرینی سلب کرلی جائے گی؟ یہ تو ممکن ہی نہیں، تو علماء کو یادرکھنا چاہئے کہ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کا قول اسلام پرصداقت کے لیے قابل فخر نہیں بجزاللہ کے اقوال"ان الدین عند اللّٰہ الاسلام"۔

مولاناوستانوی لائبریری کےتحت

تین اہم کتابیں زیرترتیب

مولاناوستانوی لائبریری جنوری ۲۰۰۷ء میں قائم ہوئی جس میں(شعبہ عالمیت) کامدرسہ بھی شروع ہوااورماہنامہ ''جامی'' کا اجراء بھی زیرغور ہے، لائبریری میں دس اردواخبارات اورتین اسلامی رسالے آتے ہیں، جب کہ تین ہزاردینی کتابوں کا ذخیرہ جمع ہے، اب تک ساڑھے سات ہزار قارئین نے استفادہ کیا ہے، آں محترم بھی لائبریری کواپنی کتابیں ورسالے عنایت فرمائیں اسی لائبریری کے تحت تین کتابیں زیرترتیب ہیں۔

۱- سوانح مولانامحمدتقی عثمانی مولانا کے متعلق قارئین خصوصاً اہل علم تاثرات روانہ کریں۔

۲- اردواخبارات ورسائل کی ڈائری جس کے لیے اپنے اخبار کی یہ تفصیلات فراہم کریں: نام اخبار، سالہ، بانی، ایڈیٹر، سن آغاز، تعداداشاعت، وقفہ اشاعت، قیمت صفحات، خصوصی نمبرات، انگریزی پتہ فون، فیکس، سیل، ای میل، ویب سائٹ، اکاؤنٹ نمبر، موضوع، مکتب فکر۔

۳- نعتوں کا گلدستہ، جواہل حق کی ایسی ۱۵۰رمشہور نعتوں ونظموں اورترانوں کا مجموعہ ہے جونعت خوانوں میں بہت زیادہ رائج ہیں۔

ناظم: مولانامحمدعبدالحمیدالسائح قاسمی

پتہ: مولاناوستانوی لائبریری، بودھن، ضلع نظام آباد

حقائق

نفاق

قرآن وحدیث کی روشنی میں

مولانا مفتی رحمت اللہ نیپالی مدرسہ فلاح المسلمین تیندوہ امین نگر رائے بریلی

سب کو معلوم ہے کہ معاشرہ افراد سے وجود میں آتا ہے، اورافراد کی شناخت معاشرہ سے ہوتی ہے، لہٰذا اصلاح معاشرہ سے پہلے اصلاح افراد کا نمبر ہے، سماج کا ہر فرد جب اپنی اصلاح کرلے گا تو صالح اوراسلامی معاشرہ تشکیل پائے گا؛ کیونکہ افراد کی اصلاح پر ہی معاشرہ کی اصلاح کا دارومدار ہے، تمام رذائل اور برائیوں سے اجتناب اوردوری اور ہر قسم کی خوبیوں سے قربت ووابستگی اصلاح معاشرہ کی اولین ترجیحات میں ہے۔

بدقسمتی سے ہمارے معاشرہ میں پنپنے والی برائیوں میں ایک اہم اور بڑی اورسب سے بدترین برائی نفاق کی خصلت ہے، جوفسق کا اعلی درجہ ہے اورآج کل ہمارے سماج میں اس کی وجہ سے بڑی بے اعتمادی وبدامنی پھیل رہی ہے، جس سے اسلام اور مسلمانوں دونوں کو یکساں نقصان لاحق ہورہا ہے۔

نفاق کی دوقسمیں ہیں: حقیقی اوراصلی نفاق، جس کوایمان وعقیدہ کا نفاق کہا جاتا ہے، یا اعتقادی نفاق سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان خلوص اورصدق دل سے ایمان واسلام قبول نہ کرے بلکہ صرف زبان سے اپنے آپ کومسلمان ظاہر کرے اوردل میں کفراوراسلام ومسلمانوں سے عداوت وعناد رکھے، یہ نفاق کفر کی سب سے بدترین قسم ہے اور حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مدینہ میں اسی قسم کے منافقین کا ایک گروہ تھا جوشب وروز اسلام اور مسلمانوں کونقصان پہنچانے کے لیے کوشاں رہتا تھا اورگاہے بگاہے، شورش برپا کرتا، فتنے بھڑکاتا اور بھونچال مچایا کرتا اور پورے مدینہ کے نظام امن کو بگاڑ کر بدامنی کی فضا پیدا کرتا تھا، انہیں اعتقادی منافقین کی سخت سزا قرآن نے یوں بیان کیا ہے: "ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار" کہ ایسے لوگ جہنم کی سب سے نچلی سطح میں ہوں گے۔

ناچیز کے ناقص علم کے مطابق قرآن میں جہاں جہاں نفاق اورمنافقین کا تذکرہ آیا ہے، وہاں یہی پہلی قسم ہی مراد ہے۔

دوسری قسم سیرت وکردار کا نفاق ہے جسے عملی نفاق کہا جاسکتا ہے، یہ کفر تو نہیں کیونکہ عقیدہ کا فساد نہیں ہے، البتہ فسق ہے کیونکہ اس سے شریعت کی خلاف ورزی اوراحکام خداوندی وارشادات نبوی کی نافرمانی ہوتی ہے۔

بلاشبہ منافقین خواہ پہلی قسم سے ہوں یا دوسری، اغواء چالبازی، وتخریب کاری وغیرہ میں ہر دور ہر جگہ شیاطین کے شریک کار رہے ہیں، اورعہد قدیم (نبوی دور) میں بھی انہوں نے دعوت اسلامی کے روبرو ہوکر اس کی رفتار میں رکاوٹ ڈالی ہے اوراس طرح اسلام ومسلمانوں سے نفرت اوران کے تئیں اپنے دل میں جلن وحسد کی بھڑاس نکالی ہے۔

نفاق کیا ہے؟

نفاق عربی کا لفظ ہے جونفق سے مشتق ہے، اس کے لغوی معنی ہیں زمین میں ایسی سرنگ جوآرپار ہو، ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہنچتی ہو، یا بالفاظ دیگر چوردروازہ، جس طرح گوہ کے دوسوراخ ہوتے ہیں، اصلاً نفاق اسی جانور (گوہ) کی خصلت ہے، جو اپنے تعاقب کرنیوالے کو دھوکہ دینے کے لیے ایک سوراخ سے داخل ہوتا ہے، اوردوسرے سوراخ سے نکل کر بھاگتا ہے اورتعاقب کرنے والا اس

سوراخ کے پاس بیٹھا اس کا منتظر رہتا ہے، جس سے وہ داخل ہوا ہے حالانکہ وہ دوسری سوراخ سے نکل کر جا چکا ہوتا ہے۔

شریعت میں نفاق ابن جریج کے بقول: ایسا منافق جس کا قول اس کے فعل کے، اس کا ظاہر اس کے باطن کے، آغاز انجام کے اور حاضر غائب کے مخالف ہو۔

ابن کثیر کے نزدیک نفاق خیر کے اظہار اور شر کے اخفاء کا نام ہے، بنیادی طور پر اس کی دو قسمیں ہیں، نفاق اعتقادی، جس کے حامل ہمیشہ جہنم میں رہتا ہے، اور عملی جو سب سے بڑا گناہ ہے۔

علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ نے کفر کی پانچ قسمیں کی ہیں:

۱- کفر تکذیب
۲- تصدیق کے ساتھ کفر انکار و استکبار
۳- کفر اعراض
۴- کفر شک
۵- کفر نفاق

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے " النفاق کالکفر ولهذا كثيراً مايقال، كفر ينقل عن الملة و كفر لا ينقل و نفاق أكبر و نفاق اصغر" نفاق کفر کی طرح ہے، اسی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ ایک کفر وہ ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے، دوسرا وہ ہے جو خارج نہیں کرتا، ایک نفاق اکبر ہے اور دوسرا نفاق اصغر ہے۔

علامہ کرمانی فرماتے ہیں، نفاق عدم ایمان کی پہچان ہے، یا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض نفاق کفر ہے، اور بعض نہیں، نفاق لغت میں "مخالفة الباطن للظاهر" کو کہتے ہیں، اگر اعتقاد میں ہو تو نفاق کفر ہے ورنہ نفاق عمل اس میں کرنا اور نہ کرنا دونوں شامل ہے اور اس کے مراتب متفاوت ہیں۔

نفاق کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟

علامہ ابن کثیر نفاق کی ابتداء پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: ''منافقین کی صفات کا بیان مدنی سورتوں میں ہے کیونکہ مکہ میں نفاق نہیں تھا بلکہ اس کے برخلاف وہاں کچھ ایسے کمزور و مظلوم مسلمان تھے، جو مجبوراً کفر تو ظاہر کر دیتے تھے، مگر اندر سے پکے مومن ہوتے تھے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو وہاں انصار کے دو قبیلے اوس اور خزرج تھے جو اپنے دور جاہلیت میں عرب مشرکین کے طرز پر بت پرستی کرتے تھے، اور اہل کتاب کے یہود آباد تھے، جو اپنے اسلاف کے طریقے پر تھے، یہود کے تین بڑے قبائل تھے، بنوقینقاع (خزرج کے حلیف) بنونضیر و بنوقریظہ (اوس کے حلیف) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مدینہ منورہ ہوئی اور اوس وخزرج کے ان دونوں قبیلوں میں سے جن کو اسلام قبول کرنا تھا کر لیا اور یہودیوں میں صرف عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، اور یہ بھی نفاق کیوجہ سے نہ تھا اس لیے کہ اس وقت تک مسلمانوں کو کوئی ایسی شوکت حاصل نہ تھی جس کا اندیشہ ہو۔

بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور مدینہ کے اطراف میں آباد بہت سے عرب قبائل کو امن دے دی تھی، جب بدر کا عظیم معرکہ پیش آیا اور اللہ نے اپنے کلمہ کا بول بالا کر دیا، اسلام اور مسلمانوں کو شوکت و عزت دیدی تو عبداللہ بن ابی بن سلول (جو مدینہ میں منافقین کا سرغنہ تھا اور خزرج سے تھا، زمانہ جاہلیت میں ان دونوں گروہوں کا سردار تھا، اور اس کی تاج پوشی کی تیاری ہو چکی تھی کہ اچانک اسلام اور خیر آ گیا، لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور اس سے غافل ہو گئے تو اس کے دل میں اسلام اور مسلمانوں سے کدورت وجلن پیدا ہو گئی) جس نے معرکہ بدر کے بعد کہا کہ یہ لائق توجہ امر ہے، چنانچہ اس نے اسلام میں داخل ہونے کا اظہار کر دیا اور اس کے ساتھ ان لوگوں کا چند گروہ داخل اسلام ہوا جو اس کی ڈگر اور ڈھیرے پر تھے، دیگر اہل کتاب نے بھی یہی کیا۔

پھر اہل مدینہ اور اس کے اطراف ومضافات میں رہنے والے اعراب میں بھی نفاق کا وجود ہو گیا، اس طرح نفاق کی تخم ریزی اور اس کا آغاز ہوا اور الی یومنا ہذا اس کا سلسلہ جاری ہے، اور دائرہ پھیلتا جا رہا ہے۔

صحیح مسلم میں نفاق کی ابتداء یوں بیان کی گئی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار حضرت سعد بن عبادہؓ (جو خزرجی تھے) کی عیادت کے لیے تشریف لے جارہے تھے، آپ کے پیچھے حضرت اسامہ بن زید بھی سوار تھے اور یہ واقعہ ہے، بدر سے پہلے کا کہ آپ کا گزر مسلمان اور مشرکین کی مخلوط ایک مجلس اور جم گھٹے سے ہوا جس میں عبداللہ بن ابی بھی تھا اور حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی شریک محفل تھے، جب آپ کا گزر ہوا تو سواری سے اڑنے والی گرد اٹھی، اس پر عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر سے ناک ڈھانک لی پھر کہا، آپ ہمارے اوپر گرد نہ اڑائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا پھر ٹھہر گئے اور اپنی سواری سے اتر گئے، انہیں اللہ کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا، اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا اے آدمی! اس سے عمدہ بات کوئی نہیں اور جو آپ کہہ رہے ہیں وہ برحق ہے لیکن ہماری محفلوں میں آکر وعظ ونصیحت کے ذریعہ ہمیں اذیت نہ دیں، اپنے گھر کو واپس چلے جائیں، ہم میں سے وہاں جو آپ کے پاس آئے اسے داستاں سنائیں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اس کی کاٹ کرتے ہوئے کہا آپ ہماری محفلوں میں آیا کریں، ہمیں یہ اچھا لگتا ہے، پھر کیا تھا اتنا سنتے ہی مسلمانوں، مشرکین اور یہود میں گرما گرمی شروع ہوگئی اور ہاتھا پائی کی نوبت آگئی، کسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ٹھنڈا کیا اور اپنی سواری پر سوار ہو کر حضرت سعد بن عبادہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور وہاں جاکر حضرت سعد سے صورتحال بیان کی، اس پر حضرت سعد نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اسے نظرانداز کیجئے اور عفو ودرگزر سے کام لیجئے، اللہ نے آپ کو بڑا رتبہ بلند عطا کیا ہے، وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے آپ کی آمد سے قبل اس کی تاج پوشی کی تیاری کرلی تھی کہ اچانک آپ کا ورود مسعود ہوگیا اور اس کی تاج پوشی کا پروگرام خاک میں مل گیا اس وجہ سے اس کے دل میں خلش اور جلن ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کردیا۔

منافقین کا تذکرہ قرآن میں:

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں کثرت سے منافقین کے اوصاف ذکر کئے ہیں اور ان کے خبث باطن اور دلوں میں پوشیدہ روگ کا پردہ چاک کر کے اس کا بھانڈا پھوڑا ہے کیونکہ وہ ہر اسلامی معاشرہ کے لیے بڑے خطرناک اور نقصان دہ ہیں، چنانچہ سورۂ بقرہ کے اوائل ہی میں "ومن الناس من یقول آمنا بالله وبالیوم الآخر وماهم بمؤمنین" سے بارہ آیتوں میں ان کی خبیث حرکتوں کا ذکر کیا ہے۔

ان کے نام سے پوری ایک سورت نازل فرمادی جس کا نام ہی سورۃ المنافقین ہے اس کے علاوہ سورۂ توبہ، سورۂ احزاب، سورۂ نساء اور دیگر آیات وسور میں ان کا ذکر ملتا ہے، یہاں طوالت کی وجہ سے سب کا احاطہ ممکن نہیں، البتہ نمونہ کے طور پر چند آیات مع ترجمہ درج کی جاتی ہیں: "وإذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا وإذا خلوا إلی شیاطینهم قالوا إنا معكم إنما نحن مستهزؤن" (بقرہ: ١٤) یہ منافقین جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور جب اپنے شیطانوں سے تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بدل وجان تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو ان کا مذاق اڑا رہے ہیں (بیوقوف بنا رہے تھے)۔

"بشر المنافقین بأن لهم عذاباً الیماً". (سورہ نساء: ١٣٨) اے پیغمبر! منافقین کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

"إن المنافقین فی الدرك الاسفل من النار ولن تجدلهم نصیراً". (سورہ نساء: ١٤٥) بلاشبہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے، وہاں تم کسی کو بھی ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔

"یستخفون من الناس ولا یستخفون من الله وهو معهم اذ یبیتون مالا یرضی من القول وكان الله بما یعلمون محیطاً". (نساء ١٠٨) یہ لوگوں سے چھپتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپتے حالانکہ جب وہ راتوں کو ایسی باتوں کے مشورے کیا کرتے ہیں جن کو

وہ پسند نہیں کرتا، حالانکہ وہ (اللہ) اس وقت بھی ان کے ساتھ ہوتا ہے اور خدا ان کے سارے اعمال کا احاطہ کرنے والا ہے۔

منافقین کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی صورت حقیقی مومن اور کھلے اور صریح کافر کی صورت سے الگ ہوتی ہے" ومن الناس من یقول آمنا باللہ والیوم الآخر الخ" کے بارے میں حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ:وھذہ الآیۃ لغۃ المنافق یعرف بلسانہ وینکر بقلبہ ویصدق بلسانہ ویکذب بعملہ، ویصبح علی حال ویمسی علی غیرھا ویتکفأ تکفؤ السفینۃ کلماھبت ریح ھبت معھا" اس آیت کریمہ میں منافق پر ماتم کیا گیاہے جو اپنی زبان سے پہچانتا اور اپنے دل سے انکار کرتا ہے اور زبان سے تصدیق اور اپنے عمل سے تکذیب کرتا ہے، صبح کسی حال میں اور شام کسی دیگر حالت میں کرتا ہے، غرضیکہ ہوا کے دوش پر کشتی کی طرح الٹتا پلٹتا ہے اور ؎

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

نفاق کی ضرورت کیوں پڑتی ھے؟

نفاق کی ضرورت اس لیے پیش آتی ہے کہ آدمی ہر ایک کو خوش رکھنا چاہتا ہے جو ناممکن ہے کیونکہ سب کے مزاج اور حالات کی رعایت اور حق و باطل، خیر و شر کی تمیز کیے بغیر سب کو خوش کر پانا بڑا مشکل ہے، اگر آپ کو کوئی ایسا شخص ملے جس سے سب خوش ہوں اور کھوئی ہوئی مخالفت اور دشمنی کرنے والا نہ ہو، برا بھلا اور الٹا سیدھا کہنے والا نہ ہو، تو سمجھ جایئے کہ وہ منافق ہے؛ کیونکہ منافق ہی سب کو خوش رکھ سکتا ہے، خواہ وقتی طور پر ہی سہی، ورنہ انبیاء کرام کی ذات جو معصوم ہوتی ہے اور وہ اخلاق وکمال کے بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں انہیں سب بلکہ بسا اوقات اکثریت اچھا نہیں کہتی ہے، ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی و مدنی زندگی اس کا اعلی نمونہ اور کھلی کتاب ہے، ہر شخص بآسانی پڑھ سکتا ہے کہ کتنی مخالفتیں ہوئیں، کتنی اذیتیں دی گئیں اور کن کن القاب سے نوازا گیا اور کن کن الفاظ سے یاد کئے گئے؟ پھر ہما شما کا کیا ذکر حتی کہ اپنے بہتوں سے اللہ تعالی کو برا بھلا کہتا ہوا سنا ہوگا، گالیاں دیتے ہوئے پایا ہوگا، غالب نے خوب کہا ہے۔ ؎

غالب برا نہ مان اگر واعظ برا کہے
ایسا بھی کوئی ہے جسے اچھا کہیں سبھی

نفاق کی ضرورت مادی منفعت کے حصول کے لیے دوسروں کی سرخروئی کے حصول کی تمنا میں بھی پیش آتی ہے، مولانا حکیم محمد عرفان الحسینی اپنی کتاب ''قرآن حکیم کی عالمگیر تعلیمات'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر گروہ اور ہر انسان کو خوش کرنے کے لیے وہ اسی کے مطلب کی باتیں کرتا ہے اور دل میں کچھ اور رکھتا ہے اس کا نام قرآن نے نفاق بتلایا ہے اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ انسان تو مطمئن ہے کہ کوئی نہیں جانتا مگر یہ انسانی خیال، خیال خام ہے، خدا اس سے اچھی طرح سے واقف ہے''۔

اس کے آگے نفاق کی سطحیت اور گھٹیاپن بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''انسانی کردار میں اس سے زیادہ سطحیت اور گھٹیا پن اور کسی چیز میں نہیں، چنانچہ سزا کے طور پر یہ شخص بھی دوزخ کی نچلی سطح میں رکھا جائے گا''۔

سبب نفاق:

نفاق کا سبب نفسانی اغراض وخواہشات، دنیوی مفاد اور گھٹیا لالچ ہوتے ہیں، جو سینوں میں موجزن ہو کر قبول حق سے روکتے ہیں اور اہل حق کی دشمنی پر آمادہ کرتے ہیں ہر دور اور ہر جگہ ان اغراض وخواہشات کو پھیلانے اور ان کو غذا دینے میں عالمی یہودیت کا ہاتھ رہا ہے، جو تمام سوسائٹی کو بگاڑنے اور تباہ کرنے کے درپے ہے، اسلام دشمنی نفاق کا پہلے پہل آغاز مدینہ میں ہجرت مصطفیؐ اور بدر میں دین کی شان بلند ہو جانے اور عزت حاصل ہو جانے کے بعد ہوا، جیسا کہ اوپر اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

چونکہ منافقین شر پسند عناصر ہوتے ہیں، اس لیے ان کی شہرت اور خمیر میں شورش برپا کرنا اور ہنگامہ آرائی کرنا اور بدامنی و بے چینی کا ماحول گرم کرنا ہے اور یہ فساد اصلاح کا عنوان قائم کر کے عدل کی دلیل

دے کر ہوتا ہے، اللہ تعالی ان کی قلعی کھولتے ہوئے کہتا ہے" واذا قیل لھم لاتفسدوا فی الأرض قالوا انما نحن مصلحون ألا انھم ھم المفسدون ولکن لایعلمون" اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں بگاڑ نہ کرو، تو کہتے ہیں ہم اصلاح پسند لوگ ہیں ، خبردار حقیقت میں یہی لوگ فسادی ہیں مگر جانتے نہیں۔

نفاق کی پہچان:

حدیث شریف میں منافق کی علامات اور نشانیاں بیان کی گئی ہیں ایک حدیث میں ہے:" آیت المنافق ثلاث زاد مسلم وان صام وصلی وزعم انہ مسلم ثم اتفقا اذا حدث کذب واذا وعداخلف واذا أوتمن خان"۔

منافق کی نشانیاں تین ہیں: مسلم شریف میں اضافہ ہے اگر چہ وہ روزہ رکھے، نماز پڑھے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھے، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

ایک دوسری متفق علیہ روایت میں یہ ہے کہ "اربع من کن فیہ کان منافقا خالصاً ومن کانت فیہ خصلة منھن کانت فیہ خصلة من النفاق حتی یدعھا اذا أتمن خان وإذا حدث کذب وإذا عاھدا غدرا وإذاخاصم فجر"۔

چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں موجود ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور اگر ان میں سے کسی کے اندر کوئی ایک خصلت ہے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے ، یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے، اوپر میں دو علامتیں مشترک ہیں اور وہ علامتیں یہ ہیں کہ جب معاہدہ کرے غداری کرے اور جب لڑائی کرے تو گالی بکے۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں منافق کو آوارہ بکری سے تشبیہ دی گئی ہے جو نر کی تلاش میں کبھی اس گلہ میں جائے اور کبھی اس گلہ میں، ایک روایت میں ایسے آدمی کو جو لوگوں کے سامنے دورخی کے ساتھ آئے یہ وعید سنائی گئی ہے کہ قیامت کے دن اس کے دو رآگ کے چہرے ہوں گے، جس سے اس کی دورخی سب کو معلوم ہو جائے گی۔

منافق زیادہ مضررساں ھے یا کافر؟

کافر کی عدالت ودشمنی اور اسلام و مسلمانوں سے مخالفت ظاہر ہے وہ کھلا ہوا دشمن ہے اور کھلے ہوئے دشمن سے کوئی دوستی نہیں کرتا بلکہ اپنا دشمن ہی سمجھتا ہے اور ہوشیار رہتا ہے، لیکن اس کے برعکس منافق اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے جڑ کاٹتا ہے اور اندر سے نقصان پہنچاتا ہے، اور مسلمان اسے سمجھ نہیں پاتا ہے، یا دیر سے سمجھتا ہے، جیسا کہ واقعہ مسجد ضرار اس پر شاہد عدل ہے، منافق اصلاً کافر ہوتا ہے اور اس کی پوری چاہت وہمدردی اپنے ہی لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے، جیسا کہ قرآن نے خود ان کی اس حرکت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے: إذا لقوا الذین آمنو قالوا آمنا وإذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن"۔

جب وہ اہل ایمان کے ساتھ ہوتے ہیں، ان سے ملتے جلتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مومن ہیں اور جب اپنے شیطان سے تنہائی نصیب ہوتی ہے تو کہتے ہیں ہم دل وجان سے تمہارے ساتھ ہیں اور ہم انہیں بیوقوف بنا رہے ہیں، اس لیے منافق کافر سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص نے اصلی سونے چاندی اور زیورات کی ایک دوکان کھولی، اس کے مقابل میں دوسرے نے خنزیر کی دوکان کھول دی اور تیسرے نے نقلی سونے چاندی کی دوکان کھولدی تو اصلی سنار کے لیے یہ نقلی سنار زیادہ نقصان دہ ثابت ہوگا بنسبت خنزیر والی دوکان کے کیونکہ یہ نقلی سنار اصلی سنار کی دوکان سے لوگوں کو چھیڑنے کے لیے دھوکہ بازی کر رہا ہے۔

نفاق اورھمارا سماج:

بڑے دکھ کی بات ہے کہ نفاق جس سے اسلامی معاشرہ کو پاک وصاف ہونا چاہئے اور صرف یہ اسلامی ہی نہیں بلکہ انسانی سماج کے لیے بڑا نقصان دہ ہے، آج یہی خسیس اور گھٹیا خصلت سماج کے بعض افراد میں بلکہ اگر یہ کہا جائے۔ ﴿بقیہ اگلے صفحہ ۳۶ رپر﴾

نور ایمان

دولت ایمان اور نیک کام

سید اطہر اورنگ آباد، مہاراشٹر

مومنین رحمٰن ورحیم، رب کریم کا جتنا شکر ادا کریں کم ہیں، بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس کے صرف ایک احسان کا شکر ادا کرنا بھی مشکل ہے، اللہ تعالی کا سب سے عظیم احسان مومنین پر یہ ہے کہ اس نے انھیں ایمان کی بیش بہا دولت سے نوازا ہے اور کفر کی لعنت سے بچایا ہے، ورنہ ایمان سے عاری ہوتے تو یقینی طور پر دوزخ کا ایندھن بنتے ''لاریب فیہ'' اس میں رتی برابر شک نہیں، صاحب ایمان ہونا بے انتہا خوش قسمتی کی بات ہے، اس لیے کہ اللہ تعالی نے ایمان والوں کو جنت کی بشارت دی ہے، ملاحظہ ہو سورہ طٰہٰ کی آیات ۷۵/۷۶/ جن کا ترجمہ ہے ''اور جو شخص رب کے پاس مومن ہو کر حاضر ہوگا، جس نے نیک کام کیے ہوں سو ایسوں کے لیے بڑے اونچے درجے ہیں، یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور جو شخص کفر و معصیت سے پاک ہو اس کا یہی انعام ہے، اسی طرح سورہ کہف کی آیات نمبر ۳۰/۳۱/ میں ارشاد ربانی ہے ''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کئے تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کریں گے، جو اچھی طرح کام کرے، بس ایسے ہی لوگوں کے لیے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں، ان کے مکان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے کپڑے، باریک اور دبیز ریشم کے پہنیں گے اور وہاں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، کیا ہی اچھا صلہ ہے اور بہشت کیا ہی اچھی جگہ ہے''۔

غور طلب امر یہ ہے کہ کیا محض ایمان کے بل بوتے پر مومنین جنت کے حقدار ہوں گے، نہیں! بلکہ ایمان کیساتھ نیک اعمال کا ہونا نہ صرف ضروری ہے بلکہ لازمی ہے۔

سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۱۹/ میں فرمان الٰہی ہے ''اور جو شخص آخرت کے ثواب کی نیت رکھے گا، اور اس کے لیے جیسی سعی کرنا چاہئے ویسی سعی ہی کرے گا، بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو تو ایسے لوگوں کی یہ سعی مقبول ہوگی''۔

ان دو نکات یعنی ایمان اور نیک عمل کے بارے میں قرآن پاک میں متعدد مقامات پر تاکید موجود ہے، سنت اللہ یہ ہے کہ اہم مضامین کو بار بار دہرایا جاتا ہے، تاکہ بندوں کے ذہن میں وہ مضبوطی کے ساتھ پیوست ہو جائیں، یہ بھی کام ان کا کرم ہے، معلومات اور دلچسپی کے لیے ملاحظہ ہو سورہ نحل آیت نمبر ۹۷/ سورہ طٰہٰ آیت ۸۴/ سورہ فرقان آیت ۷۰/ سورہ انبیاء آیت ۹۴/ سورہ کہف آیات نمبر ۱۰۷/ اور سورہ مومن کی ۴۰/۶۰/ وغیرہ۔

مزید آگے بڑھنے سے پہلے اس بات کی یاددہانی ضروری ہے کہ نیک کام اسی وقت مقبول ہوں گے جب عمل کرنے والا صفت ایمانی سے متصف ہو ورنہ دنیا میں ایسے بے شمار لوگ ہیں جو نیکی کے بڑے بڑے کام کرتے ہیں، دواخانے، یتیم خانے، آشرم اور دھرم شالے تعمیر کرتے ہیں، امداد باہمی کی انجمنیں اور مدارس کا قیام عمل میں لاتے ہیں، لنگر خانے چلاتے ہیں، دان دیتے ہیں؛ لیکن کیا ان کاموں کے بدلے وہ جنت کے حقدار ہوں گے، ہرگز نہیں؛ کیونکہ وہ اہل ایمان نہیں ہیں، نیک کاموں کی قدر و قیمت اس وقت ہوگی جب وہ ایمان کے

غلاف میں لپیٹ کر پیش کئے جائیں گے، ورنہ ان کی حیثیت ایسی ہوگی جیسے کسی کے پاس کھانا تو ہے مگر پانی نہیں، زیور ہو مگر حسن نہیں، شمع ہو مگر اجالا نہیں اور دولت ہو مگر صحت نہ ہو۔

اب ہم اپنے اصل مقصد پر واپس آتے ہیں، آیات قرآنی کے الفاظ پر غور کریں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جنت میں داخلے کے لیے ایمان کے ساتھ اعمال نامہ میں نیکیوں کا اندراج لازمی ہے، باالفاظ دیگر ایمان اور نیک عمل لازم وملزوم ہیں، اب جن لوگوں کو اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے ایمان کی دولت عطا فرمائی ہے ان کے لیے صرف ایک ہی شرط باقی رہ جاتی ہے کہ وہ نیک کام کریں، دنیا میں نیک کاموں کی کمی نہیں ایک ڈھونڈھو ہزار ملتے ہیں، ان میں سے چند کام یہ ہیں:

(۱) والدین کی خدمت۔

(۲) اولاد کی صحیح تربیت۔

(۳) رشتہ داروں، دوستوں اور پڑوسیوں کے ساتھ صلہ رحمی۔

(۴) یتیموں، بیواؤں اور معذوروں کی مدد۔

(۵) غریبوں کی مالی امداد۔

(۶) مساجد کی تعمیر اور نگہداشت۔

(۷) مدارس اور بیت المال کا قیام وغیرہ۔

بہت سے لوگ سوچتے ہیں کہ وہ ایسے بڑے بڑے کام نہیں کر سکتے کیونکہ خواہش کے باوجود استطاعت نہیں، تو ان کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں، ہر کام میں دولت کی ضرورت نہیں، روزہ دار کو ایک کھجور پیش کرنا یا پانی پلا دینا جنت کا حقدار بنا دیتا ہے، مسجد کے کام میں ایک اینٹ لگانا جنت میں محل دلوانے کے لیے کافی، غرض نیک کام ہر طرح ممکن ہے، دامے، درمے، قدمے سخنے اور پھر بڑے کام ہی کرنے کی کوئی شرط نہیں، ایک حدیث میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ''اللہ کو وہ کام بے حد پسند ہے جو ہمیشہ کیا جائے چاہے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو''۔

﴿بقیہ صفحہ ۳۴ کا......﴾ کہ اکثر افراد میں در کر آئی ہے تو بے جا نہ ہوگا، اسی وجہ سے آج سماج کا چین وسکون لٹ گیا ہے اور ہر فرد میں ایک دوسرے سے بے اعتمادی پیدا ہوگئی ہے، کیونکہ یہ اطمینان نہیں ہوتا کہ ہمارا مخاطب دل میں کیا رکھتا ہے اور کن خیالات ونظریات کا حامل ہے، اسی وجہ سے تعلقات محدود ہوگئے ہیں اور یہ تعلقات بھی اکثر مفاد پرستی ہی کی حد تک منحصر ہیں، سماج کے یہ مفسد منافقین اصلاح کے عنوان سے فساد مچانے کی کوشش کرتے ہیں اور لڑائی جھگڑا، دنگا فساد اور مقدمہ بازی وغیرہ کے واقعات کرا کے خود تماشائی بنے موج لوٹتے ہیں، دو آدمیوں یا گروہوں میں لگائی بجھائی سے کشیدگی پیدا کر کے خوش ہوتے ہیں، بلکہ اسے اپنی بہت بڑی کامیابی تصور کرتے ہیں۔

بڑے افسوس کے ساتھ قید تحریر میں لانا پڑتا ہے کہ ہمارے دینی حلقوں اور مدارس میں بھی منافقین گھس آئے ہیں اور یہ بدترین خصلت جس کا صرف وجود تھا اب ظہور ہوگیا ہے، ایسے لوگ اپنی ہائی اور واہ واہی کے لیے دوسرے شریف لوگوں کی ہر چھوٹی بڑی شکایت، نمک مرچ لگا کر کچے کان کے ذمہ داروں کو پہنچاتے رہتے ہیں اور بے چارے ذمہ دار بلا کسی تحقیق اور شرعی فیصلہ کے اصول کا بغیر لحاظ کئے یکطرفہ فیصلہ سنا دیتے ہیں یا اس کی طرف سے بدگمان ہو کر اپنے دل ودماغ میں اس کی غلط شبیہ لئے پھرتے ہیں، اس کی وجہ سے بعض مدارس میں فارغین اساتذہ کی تعداد، فارغین طلبہ سے کہیں زیادہ ہو جاتی ہے اور بے چارے طلبہ آئے دن نئے نئے اساتذہ کا تختۂ دار مشق بنتے رہتے ہیں اور روز بروز نظام ابتر سے ابتر ہوتا چلا جاتا ہے، ایسے مدارس کی کچھ کمی نہیں جہاں ہر دو چار ماہ میں یا ہر سال اساتذہ تبدیل کئے جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ حرکت بعض سمجھ دار قسم کے ذمہ دار اس وجہ سے بھی کرتے ہیں کہ نئے مدرس کو تنخواہ کم دینی پڑے گی اور مدرس جوں جوں قدیم ہوتا جائے گا اس کی تنخواہ بڑھانی پڑے گی، اس فلسفہ کی رو سے ان کو قدامت پسند کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان پر کسی قدامت پرستی کا الزام دہرایا جا سکتا ہے، اللہ ہی خیر کرے ہمارے اس صورتحال پر۔

//////☆☆☆☆//////

اعجاز قرآنی

قرآن اور اس کا اعجاز

مولانا ساجد حسین پلاموی الحسینی، دارالعلوم عثمانیہ درگا گنج کاکوری لکھنؤ

آج سے چودہ سو سال قبل کی دنیا پر جب ہم ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا اور دنیا میں بسنے والے انسان قعر مذلت میں پڑے ہوئے تھے، کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا، پوری دنیا تباہی و بربادی اور ذلت ورسوائی کے دہانے پر کھڑی کپکپا رہی تھی، انسانیت نام کی کوئی چیز باقی نہ تھی، زندگی کے سمندر میں بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھائے جا رہی تھی، صنف نازک اور حسین وجمیل دوشیزاؤں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے، موسم سرما میں ان پر خنک ہوائیں چلائی جا رہی تھی بچیاں پیدا ہوتے ہی ان کو زندہ درگور کیا جا رہا تھا، ان کی پیدائش کا نام سنتے ہی چہرے پر سیاہ بادل چھا جاتے تھے، زناکاری وبدکاری، شراب نوشی، دھوکہ دہی، عیاری، مکاری اور سودخوری عام ہو چکی تھی، شرک وبت پرستی سے مشرق ومغرب بھر چکا تھا، پوری انسانیت پر ظلم وستم کے گھٹاٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے، حق کا نام ونشان ایک حرف غلط کی طرح مٹ چکا تھا، اچانک رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور سرزمین عرب میں نبی امی، یتیموں کے والی، بے کسوں کے مولا، آقائے نامدار مدنی تاجدار وجہ تخلیق کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر اور قرآن جیسی لافانی قانون، زندہ وجاوید دستور عطا کر کے مبعوث فرماتا ہے اور اس نبی امی خاتم الانبیاء کے ذریعہ تیئیس سال کی قلیل مدت میں مردہ دلوں میں نئی روح پھونک دیتا ہے، عرب کے بدؤں کو جہانبانی، گمراہ انسانوں کو نجوم ہدایت بنا دیتا ہے، صحرانوردوں کو قیصر وکسریٰ کے محلات میں پہنچا دیتا ہے، اور تندخوں گنوار بدؤں کو حلم واخلاق کا پیکر بنا دیتا ہے، آخر وہ کونسی طاقت تھی جس نے ظروف قاسیہ جیسے قوموں کو حلم وبردباری کا جیتا جاگتا نمونہ بنا دیا، وہ صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا لافانی قانون قرآن کریم تھا، جس نے عرب کے فصیح وبلیغ شاعروں، طلاقت لسانی کے ماہرین اور عربی زبان وادب میں یدطولی رکھنے والے ادباء وفصحاء کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اور بانگ دہل یہ اعلان کر دیا کہ اے زبان دانی کے دعویداروں اور اپنے سامنے تمام خطوں کو عجمی تصور کرنے والوں آؤ میدان میں اور قرآن کی نظیر پیش کر کے دکھاؤ پھر خود ہی قرآن نے اس کی تردید ان الفاظ میں کی ہے:

”قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لایاتون بمثلہ ولو کان بعضھم بعضاً“ ”اے نبی فرما دیجئے اگر تم تمام انسان وجنات اور کائنات کی تمام مخلوق بھی اکٹھا ہو کر اس جیسا قرآن پیش کرنا چاہو تو نہیں پیش کر سکتے، چاہے کیوں نہ ایک دوسرے کے حامی ومددگار بن جاؤ، اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک کے لیے یہ کہہ دیا کہ ” لایاتیہ الی یوم القیامۃ “یعنی قیامت تک آنے والی مخلوق بھی اس قرآن کا مثل پیش نہیں کر سکتے، قرآن ہی وہ کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ رب العزت نے لی ہے، اور قرآن کے نزول سے اب تک ویسے ہی ہم تک سینہ بسینہ منتقل ہوتا رہا اور قیامت تک منتقل ہوتا رہے گا۔

الغرض بہت سے قوموں نے بھی قرآن میں تحریف کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے مقصد میں ناکام ہو گئے۔

۱۸۵۷ء میں جب انگریزوں سے معرکہ آرائی ہو رہی تھی اور جب

انگریز خود کو شکست خوردہ محسوس کرنے لگے تو کسی نے مشورہ دیا کہ ہندوستان میں سب سے زیادہ بیدار مسلمان ہیں، لہٰذا فتح مندی کے لیے پہلے مسلمانوں کو ناپیدا کرنا ہوگا، لیکن مسلمانوں کے ناپید کرنے سے پہلے پہلے ان کے قرآن کو ختم کرنا ضروری ہوگا، الغرض انگریزوں نے قرآن کریم کے کئی ہزار نسخوں کو نذر آتش کردیا، یہ منظر دیکھ کر شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ نے انگریزوں سے مخاطب ہوکر فرمایا تھا کہ تم تو قرآن کے نسخوں کو خاکستر کردوگے لیکن ان بچوں کو کیا کروں گے جن کے رگ و ریشے میں قرآن کا ایک ایک حرف جاگزیں ہو چکا ہے، انگریزوں نے اس تحقیق کے لیے ایک حافظ بچے کو بلا کر قرآن سننا شروع کیا جب اس نے مع حرکات وسکنات کے پورا قرآن سنا دیا تو انگریز دنگ رہ گئے اور سب نے اپنے دانتوں تلے انگلیاں دبالی۔

آج پوری دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن ہی ہے، یہ تمام چیزیں قرآن کریم کے اعجاز میں سے ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن کریم کو زمانے بھر کے لیے معجزہ بنا کر بھیجا ہے۔

آج بھی قرآن میں وہی اعجاز برقرار ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل تھی، آج بھی وہ تاثیر موجود ہے جو کل تھی، قرآن آج بھی ہمارے دل کی نہاخانوں کو بدل سکتا ہے، پھر سے ہم عروج وارتقا کے منازل طے کرسکتے ہیں، بش اور ٹونی بلیئر جیسے ظالم و جابر بادشاہ ہمارے غلام بن سکتے ہیں؛ لیکن مسلمانوں اس کے لیے وہی شرط ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے:" وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین" تم ہی سربلند ہوگے اگر تم مومن کامل بن جاؤ، ایمان کی حلاوت وچاشنی تمہارے اندر ہو، یقین کامل کی دولت سے تم مالا مال ہو، مومن کی تمام صفات تمہارے اندر موجود ہو، چنانچہ میں مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اے اسلام کے جیالوں اٹھو! سستی اور کاہلی کا لبادہ اپنے سر سے اتار پھینکو، مادیٔ عفریت کی غلامی سے آزادی حاصل کرلو، قرآن کو اپنا دستور اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آئیڈیل تسلیم کرلو، آپسی اختلاف وانتشار کو بالائے طاق رکھ کر" واعتصموا بحبل الله جميعاً" کی سچی تفسیر بن جاؤ"إنما المؤمنون اخوة" پرعمل پیرا ہوجاؤ پھر دیکھو دنیا تمہارے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو تیار ہے، کلاہ شہنشاہی تمہیں بانہوں میں لینے کے لیے بے چین ہے، لہٰذا قدم کو آگے بڑھاؤ اور اپنے سامنے حائل ہونے والے پہاڑوں کو چکنا چور کردو، اور احکام خداوندی پرعمل پیرا ہوکر کلاہ شہنشاہی میں سما جاؤ۔

تاج شاہی منتظر ہے اے مسلماں سر اٹھا

❁❁❁❁❁

قلم کار حضرات متوجہ ہوں!

ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے لیے اپنے دینی، اصلاحی، ادبی، دعوتی، تاریخی اور تحقیقی مضامین ارسال فرما کر اس دعوتی مشن کو آگے بڑھانے میں ہمارا تعاون کریں۔

☆ مضامین خوشخط، صاف اور کاغذ کے صرف ایک طرف ہی تحریر فرمائیں۔

☆ مضامین ارسال کرتے وقت رسالہ کے معیار اور علمی ذوق کا خاص لحاظ رکھیں۔

☆ شائع شدہ مضامین شامل اشاعت نہیں ہوں گے۔

☆ ناقابل اشاعت ہونے کی صورت میں مضامین واپس نہیں کیے جائیں گے۔

نیز نقوش اسلام کے اندر شامل مضامین میں قلمکار حضرات جو رائے پیش کرتے ہیں، وہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہوتی ہے، اس سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

❁❁❁❁❁

رپورٹ

چیف ایڈیٹر کی
دو ثقافتی اور تعلیمی پروگراموں میں شرکت

مولانا حمید اللہ قاسمی کبیر نگری

نصاب نظام اور تدریب کے دوروزہ سمپوزیم میں شرکت:

۲۳ رفروری ۲۰۰۸ء کو ماہنامہ نقوش اسلام کے چیف ایڈیٹر اور مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے روح رواں حضرت مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی نصرت الاسلام اکیڈمی بھبے پور ہریانہ کے زیر انتظام نصاب تعلیم، نظام اور تدریب کے دوروزہ سمپوزیم میں شرکت کے لیے ھتنی کنڈ بیراج کے گیسٹ ہاؤس میں تشریف لے گئے، اس پروگرام میں شرکت کے لیے ان کو اکیڈمی کے ذمہ دار جناب ماسٹر غفران انجم صاحب نے دعوت دی تھی، مغرب کے بعد والی نشست میں نظام سے متعلق مولانا نے مختصر خطاب کیا، جس میں انہوں نے بتلایا کہ ہر جگہ کا نظام ماحول اور حالات کے اعتبار سے ہوتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ ایک جگہ جو نظام کامیاب اور مناسب ہے تو دوسری جگہ کے لیے بھی وہ مفید اور کارگر ثابت ہو، نصاب تعلیم کے سلسلہ میں بھی ان کی رائے یہ تھی کہ نصاب بھی مختلف جگہوں اور علاقوں کا الگ الگ ہوتا ہے، اور ایک نصاب سب جگہ چل بھی نہیں سکتا، اور چونکہ یہ پروگرام پرائمری نصاب کے سلسلہ میں تھا، اس لیے اس سلسلہ میں تو اور زیادہ سنجیدگی اور ذمہ دارانہ انداز پر سوچا جائے؛ کیونکہ یہ پہلو بہت اہم اور مہتم بالشان ہونے کے ساتھ ساتھ ذمہ دارانہ اور دانشمندانہ بھی ہے، اس لیے کہ پرائمری تک کے بچے کچے گارے کے مانند ہیں، اس لیے ان کے مستقبل کو جس انداز پر ڈھالنا ہو اور فکر وسوچ اور عقیدہ کی جس بھٹی پر ان کو چڑھانا ہو، پرائمری تک کی تعلیم ہی ان کے لیے مہمیز کا کام کرے گی اور اسی مدت تک ان کے فکر وعقیدے کی تخم ریزی ہوسکتی ہے، اس لیے کہ بعض مرتبہ طالب علم دینی ماحول میں پرائمری تعلیم حاصل کرنے کے بعد بے دین لوگوں کے ماحول میں گیا تو اس کا ایمان بچ گیا اور بعض مرتبہ پرائمری بے دینی کے ماحول میں کرنے والے کو دینداری اور دین سمجھانا ذرا مشکل کام ہے، اس اعتبار سے یہ پہلو بہت اہم ہے، اگرچہ نصاب تعلیم کے سلسلے میں ندوۃ العلماء لکھنؤ ایک سو انیس سال سے اس آواز کو لگا رہا ہے مگر لوگ کھل کر اس آواز پر لبیک نہیں کہتے؛ بلکہ چور دروازے سے اس راہ کو اختیار کرتے ہیں، اور زبان حال سے یہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہ بات ندوہ نے کہی ہے اس لیے ہم نہیں مانتے، اگر ندوہ کی اس آواز پر برقت لبیک کہی جاتی تو ہندوستان کا ہی نہیں بلکہ عرب ممالک کا بھی کچھ اور ہی نقشہ ہوتا، مگر امت میں ماننے کی اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر کوئی کام کرنے کی صلاحیت مفقود معلوم ہوتی ہے، اللہ ہی رحم فرمائے، ہر آدمی کو اپنے دواینٹ کی مسجد کی فکر ہے، ملت اور قوم بھاڑ میں جائے "انما اشکو بثی وحزنی الی اللّٰہ"۔

جونیئر ہائی اسکول کے تعلیمی پروگرام میں شرکت:

۶ رمارچ ۲۰۰۸ء کو مولانا قاری مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی جامعہ ستاریہ فیض الرحیم نانکہ میں "حافظ عبدالستار جونیئر ہائی اسکول" کے تعلیمی پروگرام میں شریک ہوئے، جس میں اسکول کے بچوں کا ناظرہ قرآن شریف مکمل ہوا تھا، اس پروگرام میں شرکت کے لیے جامعہ کے ناظم جناب الحاج فضل الرحمٰن صاحب نانکوی نے مولانا موصوف کو دعوت دی تھی، مولانا موصوف نے مہمان خصوصی کے طور پر اس پروگرام میں شرکت کی، اور انہوں نے تعلیم کی اہمیت کے

سلسلہ میں گفتگو کی اور علم کی اہمیت وافادیت پر خطاب کیا، انہوں نے اپنے خطاب میں بتلایا کہ علم کی تقسیم دینی اور دنیوی اعتبار سے صحیح نہیں؛ بلکہ علم کی تقسیم نافع اور غیر نافع ہونے کے اعتبار سے ہونی چاہئے، اس سلسلہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات کو استدلال کے طور پر پیش فرمایا، اس کے بعد انہوں نے علم کی تحصیل کو مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ضروری قرار دیا، بلکہ یہ فرمایا کہ مرد کے پڑھنے سے صرف فرد بنتا ہے، لیکن عورت کے پڑھنے سے معاشرہ اور خاندان بنتا ہے اور جو بچی آج تعلیم حاصل کر رہی ہے یہ ماں، بہن، بیوی، پھوپھی وغیرہ کی شکل میں خاندان کی اصلاح کا ذریعہ بنے گی، انہوں نے لڑکوں اور لڑکیوں کے مشترکہ طور پر تعلیم حاصل کرنے کو معیوب اور شریعت اسلامیہ کے خلاف بتلایا کہ مخلوط تعلیم اسلامی نقطہ نظر سے محل نظر ہے؛ کیونکہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بہن بھائیوں کے دس سال کے ہونے پر بستروں کو الگ الگ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے تو پھر یہاں جو بچے اور بچیاں اپنا مستقبل تعمیر کرنے کے لیے آتے ہیں، تو یہ کیسے روا ہو سکتا ہے کہ اس طریقہ پر تعلیم حاصل کریں، انہوں نے مثالوں کے ذریعہ بتلانا چاہا کہ ان بچیوں کی گود میں کیسے کیسے بڑے لوگ پیدا ہو کر مستقبل کے امام بن سکتے ہیں، جیسا کہ ماضی میں ماں ہی کی تربیت کی بدولت بڑے بڑے امام اور اولیا بنے، مزید انہوں نے ماں کی تربیت کے سلسلہ میں پہلے تو حضرت ربیعہ کے والد حضرت فروخ کی قربانی کا واقعہ بیان کیا، پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے والد محترم کی قربانی کا ذکر کیا کہ دریا سے سیب اٹھا کر اس کو معاف کرانے کے سلسلہ میں کتنا بڑا مجاہدہ کرنا پڑا، اور پھر حضرت شیخ عبدالقادر کی والدہ کی نصیحت کہ ''بیٹا جھوٹ نہ بولنا'' اس تربیت کی تاثیر سے بڑے بڑے ڈاکوؤں کی اصلاح کے واقعہ کو ذکر کیا، پھر حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کی والدہ کی تربیت کے واقعہ کو بیان کیا اور پھر فرمایا کہ ہمارے اکابرین کی مائیں مثلاً حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی اور حضرت مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی مائیں کیسی تھیں اور انہوں نے ان کی تربیت کے سلسلہ میں کیا کردار ادا کیا اور اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی کہ یہ بچیاں مستقبل میں اپنے نونہالوں اور اپنی گود میں پلنے والے بچوں کو کیا بنا سکتی ہیں، اس لیے ان کی تعلیم وتربیت صحیح ڈھنگ سے ہونا ضروری ہے، ذمہ داران اور کمیٹی کے لوگوں کو انہوں نے مبارکباد بھی پیش کی کہ آپ لوگوں نے قوم کے نہالوں کے لیے دینی ماحول میں عصری تعلیم کا بندوبست کیا ہے اور اس امر کی طرف بھی پر زور انداز میں تاکید کی کہ لڑکیوں کا الگ ادارہ قائم کیا جائے، یا اسی کمپاونڈ میں لڑکوں اور لڑکیوں کا الگ الگ دخول اور خروج اور درس وجلوس کا نظم کیا جائے، مولانا کے بیان کو سامعین نے سراہا اور ذمہ دارن کمیٹی خاص طور سے متأثر نظر آئے اور انہوں نے اپنے نظریہ میں تبدیلی کا پروگرام بنایا جس سے امید کی جاتی ہے کہ مستقبل قریب میں وہ لڑکیوں کا الگ سے ادارہ قائم کریں گے، واضح رہے کہ وہاں اسکول میں دسویں کلاس تک کی تعلیم کا بندوبست ہے، پروگرام میں حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب قاسمی نائب ناظم مدرسہ کاشف العلوم چھٹملپور بھی شریک ہوئے اور انہوں نے بھی پر مغز خطاب کیا اور مولانا موصوف کی رائے پر تائیدی کلمات ارشاد فرمائے، اس کے بعد مولانا نثار احمد سندر پوری نے اپنے البیلے انداز میں خطاب کیا، اس کے بعد حضرت حافظ جمیل احمد صاحب سرپرست جامعہ نے بچوں کا کلام پاک ختم کرایا اور دعا فرمائی۔

یہاں اس بات کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ جامعہ ستاریہ فیض الرحیم حضرت الحاج شاہ عبدالستار صاحب نانکوی خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری کی قربانیوں اور محنتوں کا مرکز رہا ہے، انہوں نے اس کو پروان چڑھایا، اب بھی انہیں کی نسبت وبرکت سے یہ تعمیر وترقی کی راہوں پر گامزن ہے اور ان کے جانشین وصاحبزادے حضرت حافظ جمیل صاحب اسکے سرپرست اور حفید محترم جناب الحاج فضل الرحمٰن صاحب اس کے ناظم ہیں، اللہ تعالی اس کو مزید ترقیات سے نوازے۔

//////☆☆☆//////

دستور حیات

اسلامی زندگی کے شب و روز

مولانا محمد عمر صاحب قاسمی مجاہد پوری

عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال مازال جبرئیل یوصینی باالجار حتی ظننت انہ سیورثہ "

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جبرئیل امین نے پڑوسی کے متعلق مجھے اتنی (مرتبہ اور زیادہ) وصیت کی کہ مجھے گمان سا ہو چلا تھا کہ اسے وارث بھی بنادیں گے، یعنی مرنے کے بعد جائیداد میں اس کا حصہ مقرر کردیا جائے گا اور پھر صحیح اور قریبی وارثوں کی طرح متوفی کی جائیداد میں حصہ دار بن جائے گا۔

پروسی مسلمان ہو یا کافر، عابد ہو یا فاسق، دوست ہو یا دشمن، امیر ہو یا غریب، نفع مند ہو یا ضرر رساں، رشتہ دار ہو یا اجنبی سب کے حقوق ہیں اور ایسے حقوق کہ ان کی ادائیگی بغیر ایمانی کیفیات میسر نہیں ہوسکتیں جس دل میں ان کی اہمیت اور اس کی ادائیگی کی فکر نہ ہو ان سے لاپرواہی برتے ان کی طرف دھیان نہ دے تو ع

ایمان تو ممکن ہے اس میں ایمان کا لیکن نور نہیں

پڑوسی کے حقوق کی نگہداشت ضروری اور لازمی ہے، البتہ فرق مراتب ضرور ہے، مثلاً پڑوسی رشتہ دار اور مسلمان ہے تو اس کے تین حق ہیں، پڑوسی کا حق مسلمان ہونے کا حق اور مراتب کا حق اور اگر صرف مسلمان ہے تو وہ حق رہ جاتے ہیں اور اگر غیر مسلم ہے تو پڑوسی کا حق باقی رہتا ہے، عربی کی ایک مثل ہے "اطلب الجار قبل الدار" گھر ڈھونڈنے سے پہلے پڑوسی تلاش کرو، ایک روایت میں ہے اگر تو نے پڑوسی کے کتے کو مارا تو پڑوسی کو تکلیف پہنچائی یعنی اس کی حق تلفی کی جس پر مواخذہ ہوگا۔

پڑوسی کی تعریف:

اس کے متعلق متعدد اقوال ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں جو تمہاری آواز سن لے وہ تمہارا پڑوسی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ہر طرف سے چالیس چالیس گھر تک پڑوس ہوتا ہے گویا کہ ایک سو بیس گھر تک پڑوس ہوتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ ایک مسجد میں صبح نماز میں جو شریک ہوں وہ پڑوسی ہیں، امام اوزاعیؒ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی تائید کی ہے، اسکے بعد مراتب کا لحاظ رکھا جائے گا، جس کا گھر زیادہ قریب ہو وہ بہ نسبت دور کے گھر والے کے زیادہ حقدار ہوگا اور حقوق کی نگہداشت کی کیفیت یہ ہے کہ پڑوسی کے ساتھ اس طرح زندگی گزارے جو اس کے حال کے مناسب ہو۔

حضرت شریح خزاعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ پڑوسی کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے، جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے اسے چاہئے کہ اپنے مہمان کا اعزاز و اکرام کرے، جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔

ایمانیات میں سے صرف ایمان باللہ والیوم الاخر کا ذکر مبدأ و معاد کی طرف اشارہ ہے، یعنی جب خدا تعالی پر ایمان لے آیا جو خالق ہے تو یہ یقین بھی ضروری ہے کہ وہی ذات اقدس قیامت کے روز خیر و شر کا

بدلہ دے گی، یعنی مومن کے لیے مناسب ہے کہ پڑوسی کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے، اسے ستائے نہیں اس کی غیبوبت میں گھر کی نگرانی کرے۔

مہمان کا اکرام یہ ہے کہ اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اس کے لیے کھانا جلد تیار کرے اور بذات خود اسکی خدمت کرے، چنانچہ ایک روایت ہے کہ اللہ تعالی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اپنے مہمان کی تعظیم واکرام کرو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر ایک مہمان کے لیے ایک ایک بکری ذبح کرائی اور اس کا گوشت بھنوایا، پھر وحی آئی ابراہیم اپنے مہمانوں کا اکرام کرو، پھر آپ نے ہر ایک کے لیے ایک ایک بیل پکوایا، پھر وحی آئی اپنے مہمانوں کا اعزاز واکرام کرو، پھر آپ نے ایک ایک اونٹ پکوایا، پھر وحی نازل ہوئی، مہمانوں کی عزت وتوقیر کرو، حضرت ابراہیم علیہ السلام حیران رہ گئے، اور بھانپ گئے مہمان کا اعزاز واکرام زیادہ کھانے پکانے سے نہیں ہوتا، پھر آپ نے ان کی خدمت بہ نفس نفیس فرمائی، گویا مہمان کا اعزاز اس وقت متصور ہوتا ہے جب آدمی خود ان کی خدمت کرے، اسلام نے مہمانی کا یہ تصور دیکر انسانی دنیا پر زبردست احسان کیا ہے، جب انسان اپنے مہمان کی خدمت خود کرے گا تو نفسیاتی طور سے وہ اس خدمت سے ضرور متأثر ہوگا، تعلقات خوشگوار ہوں گے، صلہ رحمی کو برگ وبار لانے کا پورا پورا موقع ملے گا، پھر خاندان میں دوستی کی فضاء پیدا ہوگی، خاندان سے گزر کر بستی کی بستی پریم ساگر بن جائے گی اور دنیا کیف ونشاط کا گہوارہ بن کر دکھی اور مجروح انسانیت کے لیے سکون واطمینان کا باعث ہوگی۔

تیسری بات جو اس حدیث میں ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ مومن یا تو عمدہ بات کہے یا خاموشی اختیار کرے، ایک روایت میں ہے آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے گویا مباح کلام سے بھی اجتناب مستحسن ہے، خاموشی آدمی کے بہت سے عیوب پر پردہ ڈالدیتی ہے، گفتگو آدمی کے عیب وہنر کو کھول کر رکھ دیتی ہے۔

جب آدمی ان اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کا تہیہ کرلے، پڑوسی کا اکرام، مہمانوں کی تعظیم وتوقیر زبان سے کچھ نہ کہے اور اگر کہے تو اچھی بات کہے، تو پھر اس کی زندگی کیوں نہ باغ وبہار بن جائے گی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک فرمان صالح معاشرہ کا ستون بن سکتا ہے، دوسری قومیں آج انہی زریں اصولوں کو اختیار کرکے عروج وبلندی کے عالی منصب پر سرفراز ہیں اور ہم جن کے لیے یہ اصول وقوانین بنائے گئے ہیں ان سے روگردانی کرکے غیروں کے گداگر بنے ہوئے ہیں، اللہ جل شانہ کی غلامی کے ایک ایک بندھن کو توڑتے جارہے ہیں، عبدۃ الطاغوت کی غلامی اور جبہ سائی کو باعث فخر سمجھ کر ان کے نظر فریب مظاہر حیات کو اختیار کررہے ہیں، کیا یہ بااختیار زندگی گزارنے کے لیے لچھن ہیں، کیا عزت وعظمت اس طرح حاصل ہوسکتی ہے؟ ہماری نہیں پوری انسانیت کی فلاح وبہبود اس طریق معاشرت میں مضمر ہیں جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو عطا کیا تھا، حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کے متعلق صحابہ کرام سے پوچھا صحابہ نے عرض کیا حضور حرام ہے، اللہ اور اس کے رسول نے اسے حرام فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی کا دس عورتوں سے زنا کرنا آسان ہے بہ نسبت پڑوس کی ایک عورت کے ساتھ زنا کرنے سے، پھر آپؐ نے فرمایا چوری؟ صحابہ کرام نے عرض کیا حرام ہے، اللہ تعالی اور اس کے رسول نے اسے حرام فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انسان کا دس گھروں سے چوری کرنا بہ نسبت پڑوس کے ایک گھر میں چوری کرنے کے سہل ہے، یعنی وبال کے اعتبار سے پڑوسی کے گھر میں چوری کرنا اور زنا کرنا بہت بھاری ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا حضور سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا یہ ہے کہ تم خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ، حالانکہ اللہ تعالی نے تم کو پیدا کیا ہے، میں نے عرض کیا

پھر فرمایا یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس ڈر کی وجہ سے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائیں گے، میں نے عرض کیا پھر آپ نے ارشاد فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرو۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پڑوسی کے متعلق جو وصیت فرمائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس انداز سے اس کے حقوق کی حفاظت فرمارہے ہیں، پڑوسی کو پڑوسی پر اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے اگر یہاں گڑبڑ ہو جائے تو اعتماد کی فضا قائم نہ ہو سکے گی، زنا اور چوری ایسے سنگین جرائم ہیں کہ اخلاقی اور انسانی قدروں کو پامال کر کے رکھ دیتے ہیں، حسب ونسب میں گڑبڑی ہو جاتی ہے، امن واطمینان دنیا سے اٹھ جاتا ہے یہ ان جرموں کی حقیقی نوعیت ہے؛ لیکن اگر پڑوس میں ان کا ارتکاب کیا جائے تو شدت دس گناہ زیادہ ہو جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں بکری ذبح ہوئی تو آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کیا تو نے ہمارے یہودی پڑوسی کے یہاں گوشت بھیجوادیا، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت جبرئیل نے پڑوسی کے متعلق مجھے اتنی وصیت فرمائی کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ ضرور وارث بنا کر چھوڑیں گے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پڑوسی خواہ دشمن ہو مگر پڑوسی کا خیال ضروری ہے، یہودی مسلمانوں کی عداوت میں آگے آگے ہیں، دوسری قومیں اسلام دشمنی میں ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی؛ لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کے باوجود اپنے غلام سے یہودی کے لیے ہدیہ کے متعلق سوال فرماتے ہیں اور پھر اسے ہدیہ بھی عنایت فرمایا، پڑوسی کے حقوق کی رعایت وحفاظت ضروری ہے، ہمارے پڑوسی وہ ملائکہ (فرشتے) بھی ہیں جنہیں کراماً کاتبین کہتے ہیں، جو ہمارے اعمال نامے مرتب فرماتے ہیں، وہ ہماری برائی دیکھ کر ناگواری محسوس کرتے ہیں اور برائی سے بچنا ان کے لیے خوشی کا باعث ہوتا ہے، اس طرح ان کے حقوق کی ادائیگی ہوگی اور ان سے بھی زیادہ قریبی پڑوسی اللہ رب العزت ہیں وہ کسی حال میں ہم سے دور نہیں، ارشاد خداوندی ہے" ونحن اقرب الیه منکم ولکن لاتبصرون" ہم تم سے بہت زیادہ قریب ہیں مگر تم دیکھتے نہیں۔

خدا تعالی کے حقوق یہ ہیں کہ ہمیں جن چیزوں کا حکم فرمایا ہے انہیں بجالائیں اور جن چیزوں سے روکا ہے ان سے بالکل رک جائیں شیطان کی پیروی سے امکانی حد تک بچیں اس لیے کہ وہ خدا کا نافرمان باغی اور ہمارا کھلا ہوا دشمن ہے اور ایسا دشمن ہے کہ اس کے ساتھ کبھی بھی مصالحت نہیں ہوسکتی، اس کے دسیسہ کاریوں سے بچنے کی صرف یہ شکل ہے کہ خداوند کریم کا ہر وقت دھیان ہمارے دلوں میں رہے، ہماری زبانیں اس کی تسبیح وتہلیل میں مشغول رہیں، اور ہمارے اعضاء اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں لگے رہیں، ہمارے دل ودماغ میں اس کی عظمت وکبریائی کی چھاپ لگ جائے، ایک حدیث کا مفہوم ہے شیطان مچھر بن کر انسان کے دل میں پہنچ جاتا ہے، اور پھر اس میں ڈنک مارتا ہے، مچھر کے ڈنک سے انسان تکلیف محسوس کرتا ہے، شیطان کے ڈنک سے وساوس میں مبتلا ہوتا ہے، جب تک دل میں خدا کا دھیان اور زبان پر ذکر الٰہی ہوتا ہے، شیطان اپنا ڈنک اٹھائے رکھتا ہے، جہاں غفلت ہوئی فوراً اپنا کام شروع کر دیتا ہے، ہماری زندگی کا ہر وہ لمحہ جو غفلت میں بسر ہوگا وہ حقوق الٰہی کے ضیاع اور شیطان لعین کی خوشنودی کا باعث ہوگا، نتیجتاً پڑوسی کے حقوق کے تلف کا ارتکاب ہوگا، جو قابل مواخذہ ہے، سلوک وتصوف میں جو تزکیہ قلب ہوتا ہے وہ اسی مدمن مرض کا علاج ہے، اس لیے اگر حقوق اللہ کی نگہداشت کا خیال ہے اور پڑوسی کے حقوق کی رعایت کا ارادہ ہے تو ضروری ہے کہ کسی حق پرست اور حق پسند متبع سنت شیخ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے، وہ ہمیں حقوق کی نوعیت واہمیت سے آشنا کرے گا اور ان کی ادائیگی کی راہیں بتلائے گا، دین دراصل نام ہے حقوق کی ادائیگی کا اور شیخ کے یہاں یہ چیز اپنی اصلی شکل میں جلوہ افروز ہوتی ہے، وہاں کا ماحول اور فضا دینی ہے، اخلاق وانسانیت، دین وایمان، یقین واعتماد خلوص وطمانیت اصلاح وللّٰہیت کے وہ روح افزاء اور نشاط افروز مظاہر سامنے آتے ہیں

کہ عبد و معبود کا حقیقی تعلق خلق خدا کا باہمی ربط وضبط منتقل ہوکر نگاہ وتصور میں گھوم جاتا ہے، جس سے زندگی بنانے کی فکر کچھ اس طرح دل و دماغ پر چھا جاتی ہے، کہ پھر انشاء اللہ وہ سنور ہی جائے گی، طلب صادق بہر صورت ضروری ہے، خالق کائنات ہماری زندگیوں کو سنوار دے اور ہمیں وہ فکر اور وہ دھن نصیب فرمائے جس کے ذریعہ اس کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو سکے۔

پڑوسی کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ اس کی غیبت نہ کرے اور اپنے گھر کوئی چیز پکائے تو اس کے گھر بھی پہنچائے، اس کی اولاد اگر ننگی پھر رہی ہے اور یہ قدرت وطاقت رکھتا ہے تو اس کے بچوں کے لیے کپڑا بنوا دے اور اس کو گاہ بگاہ تحفہ جات بھیجتا رہے، جب اسے کوئی مشکل درپیش ہو تو امکانی حد تک اس کی امداد کرے اور اس کی پریشانی دور کرنے میں انتہائی کوشش صرف کر ڈالے، یہ صرف دنیاوی امور میں اگر وہ دینی مسائل نہیں جانتا تو اسے مناسب طریقہ پر ضروری مسائل بتلائے، اگر کسی معصیت میں مبتلا ہے اور یہ اسے چھڑا سکتا ہے تو ایسا کرنے میں دریغ نہ کرے، غرضیکہ اس کی ہر ضرورت کو اپنی ضرورت خیال کرے۔

جب ہر آدمی پڑوسی کے حقوق کا خیال رکھے گا تو انشاء اللہ معاشرہ میں صالحیت ابھر آئے گی، اور پنپنے کا زریں موقع میسر آئے گا، آج دنیا میں سب کچھ ہے مگر انسانیت ناپید ہے، محبت وصداقت تو گویا عہد ماضی کے یادگار نقوش ہیں، جنھیں صرف دیکھا جا سکتا ہے، کسی کام میں نہیں لایا جا سکتا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے ذریعہ سب کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے، ضروری نہیں کہ تمام دنیا انہیں قبول کرے صرف مسلمان قوم جس کا خدا پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے وہ انہیں اپنی عملی زندگی میں داخل کرے اور اپنی زندگی کی تمام تگ ودو ان کے ماتحت کر دے تو سب کچھ ہو جائے گا، افسوس اور حیرت ہے کہ مسلمان بھی اپنے اسلام کے صحیح محافظ نہ رہے، آج دنیا میں گمراہ قوموں کا نظام فکر کارفرما ہے اور مسلمان بھی سیاست ومعیشت، معاشرت وتمدن، صنعت وحرفت، تجارت وزراعت، حکومت وقیادت غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں گمراہ قوموں کا اتباع کو فوز وفلاح سمجھے ہوئے ہیں، دنیا کی قیادت وامامت کا صحیح مستحق اور مالک آج غیروں کے پیچھے نیت باندھے ہوئے کھڑا ہے اس سے بھی بڑی مصیبت یہ ہے کہ مذہبی معاملات میں بھی گمراہوں کا دست نگر ہے، دنیا میں امن وسلامتی، سکون واطمینان بھلا کس طرح آ سکتا ہے، آج یہ حالت کہ بداخلاقیوں کے ذریعہ اخلاق کی تعلیم دی جا رہی ہے، توپ اور ٹینک بلکہ راکٹوں کے ذریعہ امن وشانتی کی فضا بنانے کی کوشش ہو رہی ہے، دشمنوں کی معرفت میل ملاپ کے نعرے الاپے جا رہے ہیں، غرض کہ ہر کام الٹا ہو رہا ہے، اور مسلمان خاموش اپنے عہد ماضی کو فراموش کر کے منتظر کرم ہے۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے خود طرز معاشرت اور طریق زندگی دنیا کو مرحمت فرمایا تھا، اسے اپنا کر یہ دنیا اور کرۂ ارضی باغ وبہار بن گیا تھا اور امن ومسرت کے شادیانوں سے اس کائنات کا چپہ چپہ گونج اٹھا تھا، وہ آج بھی اپنی اصلی شکل میں موجود ہے، وہ امن واطمینان کی راہیں کیف ونشاط کا گہوارہ، عافیت وسلامتی کا بحر ذخائر، آج بھی کائنات کی زینت بن سکتا ہے۔

اللہ تعالی رحم فرمائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر وہ یہ فرماتے ہیں ''ہم ایسی قوم ہیں کہ جسے اللہ تعالی نے اسلام کے ذریعہ عزت بخشی ہے ہم جب بھی اس کو چھوڑ کر عزت چاہیں گے تو اللہ تعالی ہمیں ذلیل ہی کرے گا (مستدرک حاکم) آخر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد بھی پڑھئے:

''من سره ان يحب الله ورسوله اويحبه الله رسوله فليصدق في حديثه اذا حدث وليؤد امانته اذا أوتمن وليحسن جوار من جاوره'' (مشكوة شريف) جسے یہ پسند خاطر ہو کہ وہ اللہ اور اس رسول سے محبت کرے یا وہ خدا اور اس کے رسول کا محبوب بن جائے، تو چاہئے کہ وہ جب بولے سچ بولے، جب امین بنایا جائے تو اپنی امانت ادا کرے اور اپنے پڑسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ ۞

تحفۂ منظوم

رخصتی نامہ

مندرجہ ذیل اشعار مولانا حمیداللہ قاسمی کبیرنگری رکن ادارت ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے عقدمسنون کے مبارک موقع پر (۲؍مارچ ۲۰۰۸ء بروزاتوارکوموضع مراد پور،ضلع بستی میں) پڑھے گئے تھے،جونذرقارئین ہے۔(ادارہ)

تیری تقریب اِک صبح بہاراں بن کے آئی ہے
سرور وشادمانی کے مناظر ساتھ لائی ہے

چمن زارِ وطن میں اِک بہارِ خلد آئی ہے — لگن ہر صبح و ہر شام تیری مسکرائی ہے
جہانِ کیف ومستی میں حمیداللہ ہیں اس دم — رخِ تاباں پہ سہرے کی عجب جلوہ نمائی ہے
تیری تقریب اِک صبح بہاراں بن کے آئی ہے

نصیب اللہ کے رخ پرآج خوشیوں کی بہاریں ہیں — تمنا ان کے دل کی آج برگ وبار لائی ہے
مسرت اورخوشی میں جھوم اٹھا ہے چمن سارا — پری صورت رفیعؔ بن کے دولہن آج آئی ہے
تیری تقریب اِک صبح بہاراں بن کے آئی ہے

عبیداللہ، ذبیح اللہ، سعیداللہ ہیں شاداں — کلیم اللہ نے خود آج بزم دل سجائی ہے
حقیق اللہ، حکیم اللہ ہیں مسرور شادی پر — مبارک بادیاں ہرسو سے ان کوآج آئی ہے
تیری تقریب اِک صبح بہاراں بن کے آئی ہے

رشید اللہ، اعظم اور اسلم آج ہیں فرحاں — مسرت کی چمک چہرے پران کے خوب آئی ہے
جنابِ حضرتِ ستار ہیں خود عقدِ شادی میں — مسرت سے کلی آج ان کے دل کی مسکرائی ہے
تیری تقریب اِک صبح بہاراں بن کے آئی ہے

ادھر شمس الضحیٰ اور بوالوفا، عثمان ہیں شاداں — نزولِ رحمتِ یزداں سے قسمت جگمگائی ہے
جو دیکھو شاہدہ خاتون کوتو ہیں بہت نازاں — بہوجوخوبصورت، خوب سیرت گھر میں آئی ہے
تیری تقریب اِک صبح بہاراں بن کے آئی ہے

خوشی میں شاکرہ اورراشدہ، رخسانہ، فرزانہ — لیے ہیں ہاتھ میں دف اورمل کر گیت گائی ہے
دولہا، دولہن ہمیشہ شادوخرم رہیں یارب — دعا عباس نے جتنی بھی کی اکثر برآئی ہے
تیری تقریب اِک صبح بہاراں بن کے آئی ہے
سرور وشادمانی کے مناظر ساتھ لائی ہے

پیش کردہ: محمدذاکرحسین قاسمی، مدرسہ عربیہ رحمانیہ نورالعلوم جوری، سنت کبیرنگر (یوپی)

تبصرے

نئی کتابوں پر تبصرہ

محمد مسعود عزیزی ندوی

نام کتاب: سوانح حضرت مولانا ابرار الحق حقی
تالیف: مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی
صفحات: ۲۳۶ر
قیمت: ۹۰ر روپے
ناشر: صدق فاؤنڈیشن خاتون منزل، حیدر مرزا روڈ، گولہ گنج لکھنؤ

زیر تبصرہ کتاب حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی نور اللہ مرقدہٗ (خلیفہ اجل حضرت تھانویؒ) کی سوانح حیات ہے، جو سادات حسنی کے ایک نوجوان عالم دین واہل قلم مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی استاذ مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی اور نائب ایڈیٹر ''تعمیر حیات''، لکھنؤ کے گہر بار قلم سے ایک شاہکار کتاب اور تاریخی دستاویز ہے، جس میں ایک متبع رسول، محبّ نبی، محی السنۃ، ماحی بدعت اور ناشر رشد وہدایت، داعی الی اللہ اور ولی کامل بزرگ کی کتاب زندگی کی ایک جھلک دکھانے کی قابل قدر کوشش کی گئی ہے، مصنف کا چونکہ خاندانی شغل سیرت وسوانح کے موضوع پر اکابر علماء امت اور صلحاء اور مقبولین عنداللہ بزرگان دین کے حالات قلم بند کرنے کا رہا ہے، اس لیے انہوں نے بڑی سنجیدگی اور دیانت داری سے موضوع کا حق ادا کرنے کی امکانی کوشش کی ہے، زبان میں سادگی، اسلوب میں روانی، واقعات میں تسلسل، پیرایہ بیان میں چاشنی اور تحریر میں حلاوت ولذت، اس پر مستزاد حضرت محی السنۃ کی پرکشش اور جاذب نظر محبوب شخصیت نے کتاب اور اس کے موضوع کو دلچسپ بلکہ محبوب اور مقبول بنا دیا ہے، جو لوگ حضرت محی السنۃ کو صرف اصول پسند اور سخت گیر سمجھتے ہیں وہ اس کتاب سے سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت مولانا امت مرحومہ کے نبی رحمت کی سنتوں کے ناشر، جلال وجمال کے پیکر اور امت کے حق میں انتہائی نرم مزاج تھے، وہ اصول کے تحت گرفت بھی کرتے تھے، مگر ان کی گرفت محض گرفت نہیں بلکہ نری اصلاح اور محبت پر قائم ہوتی تھی، جس کی بنا پر وہ امت کے محبوب اور مقبول انسانوں میں شمار ہوئے جوان سے ملا وہ ان کا گرویدہ اور عاشق زار ہوگیا، پہلے مریدین کی اصلاح کے سلسلہ میں گرفت کرتے تھے، مگر اخیر زمانہ میں ان کے حق میں بھی نرمی کا پہلو ہی اختیار کرتے تھے، کتاب کا تعلق چونکہ پڑھنے اور عمل کرنے سے ہے، اس لیے اجمالی طور پر اس کے ابواب پر نظر ڈالتے جایئے، مصنف محترم نے اپنی اس مؤقر کتاب کو دس ابواب پر منقسم کیا ہے، جس میں ایک سو اکتیس ذیلی عناوین قائم کئے ہیں، پہلا باب شخصیت کی ضرورت اور مقام ومرتبہ دوسرا باب خاندان اور اس کی علمی ودینی اور اصلاحی خدمات تیسرا باب سوانحی نقوش، چوتھا باب رمضان المبارک کا اہتمام اور حج وعمرے کے اسفار، پانچواں باب علالت ووفات، چھٹا باب تزکیہ واصلاح باطن، ساتواں باب امتیازات وخصوصیات، آٹھواں باب ملفوظات وہدایات، نواں باب کتب ورسائل، دسواں باب تأثرات مشاہیر معاصرین، متوسلین ومتعلقین، رسائل وجرائد اور حصہ نظم، مزید شروع کتاب میں عرض مؤلف اور حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کے قلم سے دیباچہ اور حضرت مولانا سید واضح رشید ندوی مدظلہ کے قلم سے مقدمہ اور الحاج حکیم کلیم اللہ صاحب مدظلہ کے قلم سے سوانحی خاکہ کتاب کے مندرجات ہیں، جن سے کتاب کی اہمیت ووقعت کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں ہے، ویسے کتاب کا مقصد خود مصنف کے الفاظ میں پڑھئے ''اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب حقی رحمۃ اللہ علیہ کی بامقصد وبابرکت زندگی کا قارئین کے سامنے ایک نچوڑ پیش کردیا جائے، تاکہ ایک نمونہ کی ایمانی واسلامی زندگی کو دیکھ کر دوسروں کے لیے بھی ایسی پاکیزہ زندگی گزارنے کا جذبہ پیدا ہو'' کتاب کی کتابت وطباعت عمدہ اور جلد رنگین، لکھنؤ کے تقریباً سبھی کتب خانوں پر دستیاب ہے۔

مراسلات

Markazu Ihyail Fikril Islami Muzffarabad.Saharanpur(u.p)

محترم جناب مولانا مسعود عزیزی ندوی صاحب

سلام مسنون

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

بعد دعا وسلام تحریر اینکہ آپ کا ماہنامہ رسالہ ''نقوش اسلام'' مسلسل موصول ہورہا ہے، جس وقت آپ کا پرچہ موصول ہوا دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور قلم کاروں کی جدوجہد پہ کافی رشک آیا، اللہ تعالی نظر بد سے بچائے، رسالہ نقوش اسلام ملتے ہی دل میں خیال آیا کہ چند سطریں آپ کی خدمت میں بطور شکریہ اور حوصلہ پیش کردوں، لیکن مشغولیت روکاوٹ بنتی رہی پھر بھی آپ کی محبت وخلوص نے مجھ کو چند لفظ لکھنے پر آمادہ کر ہی لیا، امید ہے کہ آپ قبول فرمائیں گے اور ہمیشہ ہمارے لیے دعا گو ہوں گے۔

آپ کا مخلص

عبدالستار الاعظمی

خادم الجامعہ الاسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، مہاراشٹر

محترم محمد مسعود عزیزی ندوی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہنامہ نقوش اسلام برابر مل رہا ہے، ویسے فروری کا شمارہ ہنوز وصول نہیں ہوا، اردو جرائد کی اشاعت میں جو مشکلات ہیں ہم ان سے بخوبی آگاہ ہیں، خصوصاً دینی رسالہ نکالنا تو جوئے شیر لانے سے کم نہیں، راقم الحروف کو اللہ رب العزت نے لکھنے لکھانے کے ذوق سے نوازا ہے، دو تین کتابیں لکھ چکا ہوں اور دو پر کام جاری ہے، مقامی کثیر الاشاعت مقبول روزنامہ اورنگ آباد ٹائمز کو عرصہ دراز سے قلمی تعاون دیتا آیا ہوں ایک مضمون نقوش اسلام کی نذر ہے ''گر قبول افتد زہے عز وشرف'' رائے گرامی کا انتظار رہے گا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ پر سلسلہ وار مضامین اورنگ آباد ٹائمز میں تقریباً ۴۰ ہفتوں تک شامل اشاعت رہے، گذشتہ سال لکھنؤ اور رائے بریلی کے سفر کی سعادت حاصل ہوئی، محترم رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، متذکرہ مضامین کی کچھ قسطیں ان کی خدمت میں پیش کیں، بہت خوش ہوئے اور قدر دانی فرمائی۔

نقوش اسلام کے معیاری مشمولات کے مطالعہ سے روحانی خوشی ہوتی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کو بام عروج پر پہنچائے، آپ کی کاوشوں میں کامیابی عطا فرمائے اور آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

البتہ ایک بات کی کمی ضرور محسوس ہوتی ہے کہ آپ کے قلمی معاونین میں وسطی اور جنوبی ہندوستان کے لوگوں کی شرکت نہیں کے برابر ہے، امید کہ اس طرف توجہ فرما کر اس کمی کو دور فرمائیں گے۔ فقط والسلام

سید اطہر

اورنگ آباد، مہاراشٹر

مکرمی ومحترمی جناب مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی

چیف ایڈیٹر ماہنامہ نقوش اسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے۔

شمالی بہار کا مشہور ادارہ ''ملی گرلز اسکول''، تعلیم آباد ٹپو ضلع کشن گنج بہار گذشتہ چھ سالوں سے دیہات کی غریب لڑکیوں کے لیے تعلیم وتربیت کی مؤثر خدمات انجام دے رہا ہے، اس میں ایک وسیع لائبریری قائم کی گئی ہے، جس میں مختلف موضوعات پر مختلف زبانوں میں کتابیں موجود ہیں، کتابوں کے علاوہ یہاں اردو، ہندی اور انگریزی زبان میں شائع ہونے والے بہت سے اخبارات اور رسائل بھی آتے ہیں، جن سے طالبات واستانیاں استفادہ کرتی ہیں، چونکہ آپ کا رسالہ ایک معیاری رسالہ ہے، اس لیے ہماری خواہش ہے کہ جس طرح ملک کے دیگر اخبارات ورسائل لائبریری میں آتے ہیں، اسی طرح آپ کا رسالہ بھی لائبریری میں آئے، تاکہ طالبات واستانیاں اس معیاری رسالہ کو پڑھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کرسکیں، مگر ادارہ اپنی محدود ذرائع آمدنی کے باعث اس بات کا متحمل نہیں ہے، کہ زر سالانہ ادا کرسکے، اس لیے جناب والا سے التماس ہے کہ آپ اپنے رسالہ کو بطور اعزازی اسکول کی لائبریری کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر جاری فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں گے، ادارہ آپ کے اس تعاون کے لیے ممنون ومشکور ہوگا۔

ملکہ ریحانہ بیگم

پرنسپل ملی گرلز اسکول، ضلع کشن گنج، بہار

حالات حاضرہ

حافظ عبدالستار عزیزی

عالمی خبریں News World

فرانس میں دوسرا مذہب ''اسلام''

فرانس میں پھیلنے والا دوسرا مذہب اسلام ہے، العربیہ ٹی وی کی رپورٹ کے مطابق عیسائی کیتھولک فرقے کے بعد اسلام دوسرا سرکاری مذہب تسلیم کیا گیا ہے، فرانس میں اس وقت 75/ سے 80/ لاکھ مسلمان آباد ہیں، جب کہ مساجد کی کل تعداد چار ہزار کے لگ بھگ ہے، یورپ میں 1990ء سے لے کر 2005ء تک تقریباً ایک لاکھ 25/ ہزار افراد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، ARY ڈیجیٹل چینل لندن کی ایک خبر کے مطابق گزشتہ برس صرف لندن میں 40/ ہزار افراد نے اسلام قبول کیا اور ہنوز کر رہے ہیں۔

پاکستان کا سب سے بڑا نجی کتب خانہ

جنوبی پنجاب میں ضلع وہاڑی کے ایک دور دراز گاؤں سردار پور جھنڈیر کے ایک زمین دار خاندان نے پاکستان کا غالباً سب سے بڑا نجی کتب خانہ قائم کر رکھا ہے، یہ کتب خانہ سردار پور جھنڈیر میں دو ایکڑ قطعہ اراضی پر ایک وسیع عمارت میں قائم ہے اور اس میں قرآن، حدیث، تاریخ، ادب، طب، مذاہب، لسانیات، فنون لطیفہ، سوانح، فلسفہ، اخلاقیات، سائنس وٹکنالوجی، زراعت اور دیگر موضوعات پر تقریباً تین لاکھ معیاری کتب اور رسائل موجود ہیں۔

کتب خانہ کی ابتداء میاں غلام محمد (۱۸۶۵ء/۱۹۳۶ء) کی زندگی بھر جمع کی ہوئی کتابوں سے ہوئی، ۱۹۵۲ء میں ان کے نواسے میاں مسعود نے یہ ذخیرہ کتب خاندانی ورثہ کے طور پر حاصل کیا تھا، ایک کتاب شناس کی حیثیت سے انہوں نے دنیا بھر سے متنوع موضوعات پر منتخب کتابیں جمع کرنا شروع کیں، اس طرح لائبریری کے ذخیرہ میں اضافہ ہوتا گیا۔

۱۹۶۰ء میں لائبریری کے نشونما کے اس سفر میں ان کے منجھلے بھائی میاں محمود احمد اور چھوٹے بھائی میاں غلام احمد بھی شریک ہو گئے، تینوں بھائیوں نے مل کر فیصلہ کیا کہ لائبریری کو ایک خاندانی لائبریری کے حدود سے نکال کر افادہ عام کے لیے پیش کیا جائے، اس کے نتیجے میں لائبریری کی موجودہ عمارت کی تعمیر اور ذخیرہ کتب میں مزید اضافہ کا سلسلہ شروع ہوا، آج پوسٹ گریجویٹ سطح پر تحقیق کرنے والے محققین کے لیے یہ لائبریری قیام وطعام کی مفت سہولتوں کے ساتھ علم وتحقیق کے مواقع بھی فراہم کر رہی ہے۔

فرانس مزید ایک ہزار فوج افغانستان بھیجے گا

پیرس- فرانس مزید ایک ہزار فوج افغانستان بھیجے گا، اس فیصلے کا مقصد افغانستان میں نیٹو کے مشن کی حمایت کا اظہار ہے، برطانوی اخبار کے مطابق فرانسیسی صدر نکولاس سارکوزی نے مزید ایک ہزار فوج بھیجنے پر رضامندی ظاہر کر دی ہے، لیکن یہ واضح نہیں ہے کہ اضافی فوج افغانستان کے کس علاقے میں تعینات کے جائیں گے، اس وقت افغانستان میں فرانس کے ایک ہزار نو سو فوجی ہیں، توقع ہے کہ ایک ہزار اضافی فوجیوں کی تعیناتی کے سلسلے میں آئندہ ماہ رومانیہ میں ہونے والے نیٹو کے سربراہ اجلاس میں بات چیت کی جائے گی۔

مرکز میں ایک بزرگ کی آمد

۱۸/ مارچ ۲۰۰۸ء کو بعد نماز مغرب حضرت حافظ جمیل احمد صاحب نانکویؒ (خلف الصدق وجانشین حضرت حافظ عبدالستار صاحب نانکویؒ) سرپرست جامعہ ستاریہ فیض الرحیم نانکہ تشریف لائے اور انہوں نے مرکز کے روح رواں حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی سے ملاقات کی ان کے ساتھ ان کے صاحبزادے جناب الحاج فضل الرحمٰن صاحب ناظم جامعہ ستاریہ فیض الرحیم اور ناظم تعلیمات مولانا محمد عابد صاحب ندوی بھی تھے، جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں تقریباً وہ ایک گھنٹے کے قریب ٹھہرے اور مرکز کے تحت ہونے والی سرگرمیوں کے متعلق اچھے تأثرات پیش فرمائے، مسجد رشید میں عشاء کی نماز پڑھی، نماز بعد حضرت حافظ صاحب کا مختصر اصلاحی بیان ہوا اور اس کے بعد دعاء، مختصر ناشتہ کیا اور مرکز کی کامیابی اور سرگرمیوں کے لیے دعا فرمائی اور رخصت ہوئے۔

وفیات

۱۹/ مارچ ۲۰۰۸ء کو مولانا صدیق احمد صاحب ندوی مہتمم مدرسہ بدر العلوم سدھونا ضلع رائے بریلی دو دن علیل رہ کر اچانک انتقال فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون، ان کی نماز جنازہ میں تقریباً ۳۵۰/ علماء وحفاظ مدارس نے شرکت کی۔

موصوف کی عمر تقریباً ۵۲/ سال کی تھی، مولانا ایک اچھے عالم دین ہونے کے ساتھ دین کی خدمت میں پیش پیش رہے، مزید براں انہوں نے بہت سی مساجد ومکاتیب بھی قائم کئے، اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔